اصولِ دین
میں شیعہ کیوں ہوا
مع
مذہب سُنیہ پر سَو سوال
مُصنّف
عبدالکریم مشتاق ادیب فاضل

اُصولِ دین

میں شیعہ کیوں ہوا

مع

مذہب سُنیّہ پر سو سوال

مصنّف

جناب عبدالکریم مشتاق

ناشر

خلاق بکڈپو زیر مسجد تحسین علیخاں۔ چوک لکھنؤ ۳

ہدیہ: ۳۰ روپے

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

پیش لفظ

اللہ ہی لائق حمد خاص ہے جس نے موجودات عالمین کی ہر شئے کو ایسا بنایا کہ جیسا بنانے کا حق تھا اور درود و سلام ہے ان نفوس قدسیہ پر جن کو اس نے مخلوقات کی ہدایت کے لیے اپنے نمائندے مقرر فرمائے۔

آج علوم و فنون کا دور دورہ ہے انسان تسخیر کائنات میں سرگرم عمل ہے اور چاند مسخر ہو چکا ہے لیکن معرفت خالق کا فقدان ہے۔ ادیان بر حق نے جہاں علوم و فنون اور رشد و ہدایات کے سدا رواں دواں دریا بہا دیے جہاں ان کی باریک بین اور بصیرت افروز نگاہوں نے صدیوں پہلے ان حقائق کی نقاب کشائی کی ہے۔ جو مدتوں کی تگ و دو کے بعد آج منکشف ہوئے ہیں وہاں خدا شناسی (جو کہ فطرت انسانی کا خاصہ ہے) کو بھی تعلیم فرمایا ہے۔

افسوس ہے کہ زمانہ نے ان کے اقوال پُر حکمت پر غور کرنا غیر مناسب سمجھا اور بے راہ بھٹکتا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کو آج بھی امامت کبریٰ کی حقیقی و معنوی عظمت کا اندازہ نہ ہو سکا۔

رسالۂ ہذا میں جہاں ناچیز نے اپنے کئی اعزا و احباب کے استفسار کو کہ "میں نے اپنا آبائی مذہب (اہلسنت والجماعت) کیوں ترک کیا؟ اور مذہب امامیہ کن خصوصیات کی بنا پر قبول کیا؟" کا جواب لکھنے کی کوشش

کی ہے وہاں یہ دعوت بھی دے رہا ہوں کہ معیارِ علم پر تمام اماموں کو دیکھیں
، اللہ ائمہ اثنا عشر کے علاوہ کوئی امام ایسا نہ ملے گا جو راسخون فی العلم
کا مصداق ہو (مولف)

نوٹ :۔ کتاب " فروغ دین میں " میں نے سنّی مذہب کیوں چھوڑا ؟ مع مذہب
سُنّیہ پر ہزار سوال منظرِ عام پر آ رہی ہے جس میں مصنّف نے ان وجوہات
کو مفصّل بیان کیا ہے جن کے باعث اس نے مذہب سُنّیہ ترک کیا اس کا
مطالعہ ہر مومن کے لیے مفید اور ضروری ہے۔

(ناشران)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

مروجہ مذاہب عالم میں ہر صاحب مذہب یہی دعویٰ رکھتا ہے کہ وہ اور اسی کے مذہب والے حق پر ہیں اور دیگر تمام اس کی نظر میں باطل پر ہوتے ہیں لیکن یہ ہرگز زیبا نہیں کہ منصفانہ غیر متعصبانہ تحقیق کے بغیر اپنے آپ کو دوسروں پر ترجیح دی جائے۔ چنانچہ راقم الحروف کو رب العزت نے توفیق بخشی کہ مذہب حقہ کی تلاش کروں۔ جہاں تک مطالعہ کتب اور تحقیقات نے پہنچایا میں یہ دعویٰ عام کر رہا ہوں کہ ادیان عالم میں صرف "دین اسلام" ہی مہذب و مقدس اور پاک و منزہ ہے لیکن بد قسمتی سے اسلام بھی کئی گروہوں میں بٹ گیا ہے اور متلاشی حق کے لیے احقاق حق اور ابطال باطل جوئے شیر لانے کے برابر ہے (ملت اسلامیہ کے سوا ہر ملت میں ایسے امور پائے جاتے ہیں جن سے سلیم طبائع کو نفرت ضرور پیدا ہوتی ہے اس کے برعکس "مذہب شیعہ اثنا عشریہ" میں جس قدر باتیں ہیں وہ اس قدر جچی اور تلی ہوئی ہیں کہ ان میں حرف گیری کی گنجائش ہی نہیں ملتی۔ "مذہب شیعہ اثنا عشریہ" کی نسبت بلاشبہ کہا جا سکتا ہے کہ عالم کے تمام مذاہب سے ممتاز ہے اور اس سے زیادہ کوئی مذہب مہذب اور لائق تقلید نہیں۔ یہی مذہب عقل و دانش کا مقتضی ہے صرف اور صرف اسی مذہب کے مسلمات اور اکثر دوسرے کے عین مطابق اور ہمنوا ہیں مذہب شیعہ کے مطابق اسلام کی اساس مندرجہ ذیل پانچ اصولوں پر ہے۔ (۱) توحید (۲) عدل (۳) نبوت و رسالت (۴) امامت (۵) قیامت چنانچہ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مذہب شیعہ کن خصوصیات کی بناء پر عالم کا مقدس ترین مذہب ہے اور مندرجۂ بالا پانچوں اصول فرداً فرداً زیر بحث لاتے ہیں۔

توحید باری تعالیٰ

یوں تو ہر مذہب تقدیس باری تعالیٰ کا مدعی ہے لیکن کوئی تو اُسے مجسّم مانتا ہے اور اس عقیدہ کا حامل ہے کہ اس پر تمام عوارض طاری ہوتے ہیں مثلاً چلنا، پھرنا، سونا، کھانا، پینا، اور رونا وغیرہ جیساکہ یہودیوں کا خیال ہے چنانچہ بائبل پرانا عہد نامہ "پیدائش" میں ہے کہ "جب خدا نے طوفانِ نوح سے تمام مخلوقات کو تباہ و برباد کر دیا تو اسے انتہائی افسوس ہوا وہ اپنے کیے پر نادم ہوا۔ خوب رویا اور کئی دن تک اس کا رونا نہ تھما یہاں تک کہ اس کی آنکھیں سُوج گئیں اور فرشتوں نے اس کی بیمار پرسی کی۔" یا یہ کہ "خدا ابراہیم کے پاس آیا، وہ اس کی تعظیم کے لیے اٹھے، اس کو ایک درخت کے نیچے بٹھایا تاکہ اپنے خیمہ سے پانی لاکر اس کے پیر دھلوائیں اور روٹی لاکر اس کو کھلا دیں"۔ اسی طرح بائبل میں یہ ہے کہ "اس نے کہا کہ تیرا نام آگے کو یعقوب نہیں بلکہ اسرائیل ہوگا۔ کیونکہ تو نے خدا اور آدمیوں کے ساتھ زور آزمائی کی اور غالب ہوا (یعنی یعقوبؑ خدا پر غالب آئے معاذ اللہ) (بائبل پرانا عہد نامہ پیدائش ب ۳۲ فقرہ ۲۸) مزید لکھا ہے کہ "یعقوب نے رحم میں اپنے بھائی کی ایڑی پکڑی اور وہ توانائی کے ایام میں خدا سے کشتی لڑا" (ہوسیع ب۱۲ فقرہ نمبر ۲)

ظاہر ہے کہ ایسی باتیں انتہائی درجہ کی رکیک اور غیر معقول ہیں اور معبود برحق کی شان ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اسلامی فرقہ مجسمہ کے عقائد بھی ایسے ہی ہیں یہ لوگ خدا کو مجسم تسلیم کرتے ہیں اور تمام گوشت، پوست، خون ہاتھ، پاؤں، کان، ناک وغیرہ سب کچھ اس کے لیے تجویز کرتے ہیں جیسا کہ علامہ شہرستانی نے اپنی کتاب الملل والنحل میں لکھا ہے کہ ابو داؤد ظاہری اور اس کے تابعین کا یہی مسلک تھا۔ نیز دیکھیے "تقویۃ الایمان" مصنفہ اسماعیل دیوبندی میں خدا کے بوجھ سے عرش کا چرچرانا۔

حلول

کوئی اس بات کا قائل ہو گیا ہے کہ اللہ پر حلول جائز ہے یعنی وہ جس جسم میں چاہے داخل ہو جائے اور اپنا عمل کرنے لگے جیسا کہ ہندو مت کا عقیدہ ہے ان کے نزدیک اوتار وہ لوگ ہیں جن میں خدا نے جنم لیا تھا (معاذ اللہ) جیسے رام چندر جی وغیرہ۔ اگرچہ اب آریوں کے ریفارمروں نے اس خیال سے اختلاف کیا ہے لیکن پرانا مذہب اہل ہنود یہی ہے حالانکہ حلول کرنے والا مظروف ہو کر محدود ہو جائے گا بعض صوفیاء کا عقیدہ "ہمہ اوست" یعنی ہر چیز خدا ہے۔ عقیدہ حلول ہے۔ ان کا اور تمام ہنود کا یہ اعتقاد مشترک ہے یہاں تک کہ ان کی رائے میں اللہ کا حلول کتے بلی سے بھی گھٹیا جانوروں اور چیزوں میں جائز ہے (معاذ اللہ) خود اپنے نفس میں حلول کرنے کے تو بہت سے قائل ہیں مثلاً منصور نے اپنے کو "انا الحق" کہا یا بایزید بسطامی نے خود کو یزداں "کہا" جیسا کہ مولانا روم نے لکھا ہے۔

بامریداں آں فقیر محتشم　　بایزید آمد کہ یک یزداں منم

یہ رائے بھی درست نہیں کیونکہ کہاں خدائے ذوالجلال اور کہاں حلول؟ یہ عقیدہ انہیں لوگوں کا ہو سکتا ہے جو معنی واجب الوجود اور ممکن الوجود سے بے بہرہ ہیں اور یہ بھی نہیں سمجھتے کہ ہر متشکل اور ہر مجسم محدود ہوتا ہے۔

بری صفات بعض لوگ اس بات کے بھی قائل ہو گئے کہ پروردگار عالم معاذ اللہ جھوٹ بھی بول سکتا ہے، چنانچہ اس مطلب کی نفی میں مولوی عبداللہ ٹونکی پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور نے ایک مستقل رسالہ لکھا۔

کچھ لوگوں کے نزدیک اللہ کو جزئیات کا علم ہی نہیں (معاذ اللہ) جیسا فلاسفۂ یونان کا مذہب ہے اسلامی فرقہ اشاعرہ تو خدا کو محتاج بھی مان لینے سے گریز نہیں کرتا۔ حالانکہ خدا کے لیے احتیاج ایسا نقص ہے جس کے بعد وہ واجب الوجود ہی نہیں رہ سکتا اور اس کی تردید متکلمین اسلام کرتے آئے ہیں۔

ترکیب کسی مذہب کی رائے میں صفاتِ الٰہیہ میں خدا کے علاوہ اور بھی شریک ہیں مثلاً عیسائی خدا کے علاوہ قدم وجود میں روح القدس اور مسیح کو بھی شریک مانتے ہیں اور خدا کو تین اقنوم کا مرکب سمجھتے ہیں حالانکہ خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرنا اسکی وحدانیت کی نفی کرنا ہے اسی طرح آریہ لوگ خدا کو روح اور مادہ کا مرکب قرار دے

کہ روح اور مادہ کو ازلی قرار دیتے ہیں

علم خدا کی نفی

بعض مسلمانوں کے نزدیک (معاذ اللہ) خدا خود بھی دوزخی و معذّب ہے جیسا کہ صحیح بخاری جلد ۳ پ ۳۰ کتاب توحید رد جہمیہ حدیث نمبر ۲۲۳۷ مترجم مرزا حیرت دہلوی صفحہ ۵۳۸ میں ہے کہ "انس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخی دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور دوزخ کہے گی۔ ہل من مزید ہل من مزید" یہاں تک کہ پروردگار اس میں اپنا پیر رکھ دیگا وہ سمٹ جائے گی اور کہے گی "بس بس قسم ہے تیری عزت کی"۔ ذرا غور کیجیے جس قوم کا خدا ہی دوزخی ہو گیا اس کے بندوں کے جنتی ہونے کا کیا امکان رہ گیا؟ علاوہ ازیں اس روایت کا مقصد یہ ہے کہ خدا نے دوزخ کو غلط اندازے سے بنایا (معاذ اللہ) جس کی وجہ سے دوزخ ضرورت سے بڑا بن گیا اس طرح علم خدا کی نفی کی جاتی ہے ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملّا
کارِ طفلاں تمام خواہد شد

صحیح بخاری کے معتقدین کے عقیدہ کے مطابق (معاذ اللہ) اللہ کے لیے شر بھی جائز ہے جیسا کہ صفت ایمان مفصل میں کہا جاتا ہے "امنت باللہ و ملٰئکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الاخر والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالٰی والبعث بعد الموت ۵ (ترجمہ) "میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور تقدیر پر اس کی خیر اور اس کا شر منجانب اللہ تعالٰی ہے اور

موت بعد جینے پر"۔

عقل انسانی ایسے خدا کو قبول کرنے سے گریز کرتی ہے جو شر پھیلانے والا ہو

الغرض یہ خصوصیت صرف اور صرف مذہب شیعہ ہی کی ہے کہ وہ اپنے پروردگار کو انتہا درجہ کا مقدس اور منزّہ لاشریک لہٗ بے مثل، خالق ازلی الوجود، واحد، احدی الذات، عالم کلیات و جزئیات، حلول سے بری، غیر محتاج، زمانہ و زمانیت سے بالاتر، قادر مطلق، حاکم با اختیار اور شر سے بری مانتا ہے نہ اسکے لیے جسم تجویز کرتا ہے کہ جس سے نقص لازم آئے۔ نہ اسکی صفات کو ذات سے الگ مانتا ہے کہ اپنے اوصاف کا محتاج قرار پائے اور اسکی غنائے ذاتیہ میں فرق آئے بلکہ کہتا ہے ھو اللہ الواحد القادر العلیم الغنی القہار السبوح القدوس الملک السلام الرحیم الغفار الملک ولہ الحمد لا الہ الا اللہ ھو العزیز الحکیم ہ

لہٰذا میں یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہوں کہ دنیا کے تمام مذاہب کو بخوبی جانچ لیا جائے مذہب شیعہ جیسا درست، بے عیب اور مطابق عقل و فطرت مذہب کوئی بھی نہیں ملتا۔

عدل مذہب شیعہ حقہ کے مطابق اسلام کی دوسری اصل عدل باری تعالیٰ ہے عدل سے مقصد یہ ہے کہ اللہ عادل اور داد گستر ہے

وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا اس کے تمام کام حکیمانہ اور جملہ امور خیر و عدل پر مبنی ہیں جن سے بنی نوعِ انسان کو فلاح حاصل ہوتی ہے۔ جس چیز کا ارادہ اس کی ذات کرے وہی درست ہے اور جو اسکی مشیّت ہو وہی عینِ صواب ہے۔

یہ نظریہ نہایت واضح اور یہ عقیدہ ایک روشن برہان پر اساس رکھتا ہے کیونکہ ظلم بذاتہٖ زشت اور نازیبا ہے لہٰذا محال ہے کہ ایک نازیبا کام اور ایک شنیع و قبیح فعل خدا تعالیٰ کی ذات سُبحانی سے صادر ہو۔ اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ ایسا کام جو بندوں سے بھی گوارا نہیں اُسے وہ خود کرے یہ اس کی شانِ تقدیس و تنزیہ کے خلاف ہے اس کی شان اس سے بلند ہے ظلم کے محرکات کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا بڑا سبب یا تو نادانی اور جہالت ہے یا احتیاج و مجبوری اور دست نگری۔ ہم کسی پر ظلم کریں تو اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ ہم ظلم کے مفاسد سے بے خبر ہوتے ہیں یا ہمیں یہ کھٹکا ہوتا ہے کہ وہ ہمارے پنجۂ استبداد سے نکل نہ جائے۔ وہ قادرِ مطلق تو پوری پوری قدرت رکھتا ہے اس کی شانِ صمدیت سے ایسا کیونکر ممکن ہے کہ وہ علیم و حکیم قدرتِ محیط کا مالک ظلم کو روا رکھے۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ سے ایسا کام سرزد ہو۔ جو ایک ادنیٰ آدمی کو بھی زیب نہ دے، کیا خدا ایسا ہو سکتا ہے؟ خود میاں نفصیحت دیگراں را نصیحت!

پس جو تصرف بھی وہ فرماتا ہے اس میں حکمت کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور ہوتا ہے اگر کسی پر انعام و اکرام ہوتا ہے تو واقعی وہ شخص اس کا مستحق ہوتا ہے اگر کوئی عذاب و سزا میں گرفتار ہوتا ہے تو اس کا سبب اسکے اعمالِ بد

ہوتے ہیں، اللہ کی ذات پاک کا ہر امر خواہ وہ ظاہری نظر میں بے محل ہی کیوں نہ
ہو اپنے اندر حکمت و مصلحت پوشیدہ رکھتا ہے اور کوئی عمل بے محل نہیں ہوتا
اللہ تعالیٰ کے عادل ہونے پر عقل سلیم کا قطعی فیصلہ ہے انسانی شعور
اسے تسلیم کرنے میں ذرہ بھر بھی تامل نہیں کرتا کہ ذات ربانی سے کوئی کام
بھی ایسا سرزد نہ ہو جس میں رائی برابر بھی ظلم و جور کا شائبہ ہو، بلکہ اس کا ہر
امر عین حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے قرآن مجید میں عدالت پروردگار
کو بڑی صراحت اور وضاحت سے بیان کیا گیا ہے اور کم از کم چالیس آیات
بینات اس عقیدہ کی موید ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ کسی اور مذہب میں بھی اللہ کو عادل تسلیم کیا جاتا ہو لیکن
یہ ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ سوائے مذہب اہلبیتؑ کے اس عقیدہ کو کسی
دوسرے مذہب نے اپنے اصولِ دین میں جگہ نہیں دی۔ ہم مطالعہ اور ریسرچ
سے اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مذہب یہود و نصاریٰ کے نزدیک (معاذاللہ)
خدا ظالم بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ بائبل کے پرانے عہد نامے "خروج" ب ۲۰
فقرہ ۵ میں یہ الفاظ خدا کی طرف سے منسوب کیے گئے ہیں۔

"جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں ان کی اولاد کو تیسری اور چوتھی
پشت تک باپ اور دادا کی بدکاری کی سزا دیتا ہوں"۔

بائبل کا یہ فقرہ معاذاللہ خدا کو بے انصاف اور ظالم ثابت کرنے کی
کوشش میں لکھا گیا ہے کہ بدکاری تو باپ اور دادا کریں اور سزا اولاد کو
ملے۔ جو اس کی شانِ کبریائی کے صریحی خلاف ہے اور قرآن میں ہے کہ کوئی

کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا "خیرہ وشرہ" پڑھنے والے مسلمان بھی خدا کے ظالم ہونے کے قائل ہیں کیونکہ صفتِ ایمانِ مفصّل" میں یہ اقرار کیا جاتا ہے کہ شر اور خیر دونوں اللہ کی طرف سے ہیں افسوس کہ وہ لوگ یہ بھی نہیں سوچتے کہ شر ہی تو ظلم عظیم ہے اور اگر یہ بھی خدا کی طرف سے ہو تو معاذ اللہ اس سے بڑا ظالم اور کون ہو سکتا ہے اور جب خالق ہی ظالم قرار پا گیا تو مخلوق سے کیا توقع کی جا سکتی ہے ؟ لہٰذا صاف ظاہر ہے کہ معبودِ سبحان و قدوس کی جانب شر کو منسوب کرنا عقیدہ باطل ہے۔

عقیدۂ عدل عقل و دانش کے تقاضے پورے کرتا ہے اور یہ عقیدہ مذہب حقّہ امامیہ ہی کی خصوصیت ہے کہ خدا کو وحدہٗ لاشریک ہونے کے ساتھ ساتھ ظلم سے منزہ، عادل و منصف بھی تسلیم کیا جائے۔

نبوّت و رسالت

اگرچہ اکثر مذاہب دنیا نے ضرورت نبیؐ و رسولؐ کو تو تسلیم کیا ہے مثلاً یہود نصاریٰ تمام اہلِ اسلام وغیرہ لیکن مذہب امامیہ نے اپنے رسولؐ کو جیسا پاک تسلیم کیا اس طرح کا پاک رسولؐ کسی دوسرے مسلم فرقہ نے بھی تسلیم نہیں کیا۔ یہودیوں نے اپنے نبی کے لیے زانی ہونا پسند کر لیا' جیسا کہ حضرت لوطؑ کے متعلق بائبل پرانا عہدنامہ پیدائش میں ہے کہ انھوں نے معاذ اللہ اپنی بیٹیوں سے زنا کیا (نعوذ باللہ من ذالک نقلِ کفر کفر نہ باشد)

حضرت داؤدؑ پر یوں الزام تراشی کی گئی (بائبل پرانا عہدنامہ سموئیل ب۔ فقرہ ۲ تا ۵)

"اور شام کے وقت داؤد اپنے پلنگ پر سے اٹھ کر بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا" اور چھت پر سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی تب داؤد نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا" اور کسی نے کہا کیا وہ الِعام کی بیٹی بت سبع نہیں جو حتی اوریاہ کی بیوی ہے" اور داؤد نے لوگ بھیج کر اسے بلا لیا" اور وہ اس کے پاس آئی اور اس نے اس سے صحبت کی (کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہو چکی تھی) پھر وہ اپنے گھر چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہو گئی سو اس نے داؤد کے پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں۔ صبح کو اسے اوریاہ کے ہاتھ بھیجا اس نے خط میں یہ لکھا کہ اوریاہ کو گھمسان میں سب سے آگے رکھنا اور تم اس کے پاس سے ہٹ جانا تاکہ وہ مارا جائے اور جان بحق ہو"

اسی طرح عیسائیوں اور یہودیوں کے نزدیک نبی حاکم عدول بدکار اور مشرک بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ بائبل پرانا عہد نامہ سلاطین باب ۱۱ فقرہ ۶ میں ہے۔

"اور سلیمان نے خداوند کے آگے بدی کی اور اس نے خداوند کی پوری پیروی نہ کی جیسی اس کے باپ داؤد نے کی تھی"! اسی باب کے فقرہ ۴ و ۵ میں ہے۔

"کیونکہ جب سلیمان بوڑھا ہو گیا تو اس کی بیویوں نے اس کا دل غیر معبودوں کی طرف مائل کر لیا اور اس کا دل خداوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا جیسا کہ اس کے باپ داؤد کا دل تھا کیونکہ سلیمان صیدانیوں کی دیوی عستارات اور عمونیوں کے نفرتی ملکوم کی پیروی کرنے لگا"!

عیسائیوں کے نزدیک تمام انبیاءؑ معاذ اللہ چور ڈاکو تھے جیسا کہ انجیل

خطاب نقرہ ۸ میں یوں مرقوم ہے۔
"پس یسوع نے ان سے پھر کہا۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بھیڑوں کا
دروازہ میں ہوں۔ جتنے مجھ سے پہلے آئے سب چور اور ڈاکو تھے"۔
عیسائیوں نے مسیحؑ کو بھی لعنتی تسلیم کیا ہے (نعوذ باللہ) جیسا کہ بائبل نیا
عہد نامہ گلتیوں کے نام پولس "رسول" کا خطاب ۳ نقرہ ۱۳ "مسیح جو ہمارے لیے
لعنتی بنا۔ اس نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا"۔
ہندوؤں نے کسی رسول کی ضرورت ہی کو تسلیم نہیں کیا ہے اور اگر کرشن
جی کو اوتار مانا ہے تو یوں کہ ان کو سوائے بانسری بجانے، راگ گانے اور تالابوں
پر جا کر حسین عورتوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے کے کوئی کام ہی نہ تھا۔
غیر شیعہ مسلمانوں نے ضرورت رسولؐ کو تسلیم تو کیا ہے مگر اس کو جائز الخطا
و خاطی مانا ہے، مثلاً کہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ نے معاذ اللہ خدا کی نافرمانی کی اور
جنت سے نکال دیے گئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے معاذ اللہ تین جھوٹ بولے حضرت
یونسؑ کو معاذ اللہ ان کے گناہوں کی سزا کے سبب مچھلی کے پیٹ میں رکھا گیا
حضرت سلیمانؑ نے معاذ اللہ غرور کیا۔ اس کی سزا میں کچھ دنوں سلطنت سے محروم
رہے۔ امام بخاری نے کوئی لحاظ نہ رکھا اور حضور سرور کائنات صلعم کے متعلق لکھ
دیا کہ حضرت عائشہ نقل کرتی ہیں کہ حبشی چھری گدکے سے کھیل کود رہے تھے رسولؐ
نے مجھے اپنے پیچھے کر لیا (یعنی کاندھوں پر) اور میں دیکھتی رہی جب تک میں
تھک نہ گئی (تم) دیکھے جاتی پھر آپ ہی ہٹ جاتی (یعنی آپ منع نہ کرتے) (تم بھی) نو عمر
لڑکی کی قدر کیا کرو جو لہو و لعب سنتی ہو"۔ (یعنی باجا گانا ناچ وغیرہ) دیکھیے

صحیح بخاری حصہ سوم حدیث ۷۶، ص ۵۷ مترجم مرزا حیرت دہلوی۔ "صحیح بخاری شریف" (جسے غیر شیعہ مسلمان حضرات "بعد از کلام باری" کا درجہ دیتے ہیں) میں مرقوم ہے کہ۔

"ابو اسید فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکل کر ایک باغ کے قریب پہنچے جسے "شوط" کہتے تھے جبکہ ہم اس کی دیواروں کے درمیان پہنچے اور وہاں بیٹھ گئے۔ آپؐ نے فرمایا تم یہیں بیٹھے رہو۔ پھر آپؐ اندر تشریف لے گئے وہاں ایک جونیہ بستان سرائے میں لائی گئی جس کا امیمہ دختر نعمان بن شراحیل نام تھا اس کے ہمراہ ایک دایہ تھی جو اس کی پرورش کرتی تھی۔ جبکہ رسول اللہؐ اس کے پاس گئے اس سے کہا اپنا نفس مجھے دیدے۔ اس نے جواب دیا بادشاہ زادی بھی بازاری لوگوں کو اپنا نفس ہبہ کر سکتی ہے ابو اسید کہتے ہیں آنحضرتؐ نے سوچا کر اپنا ہاتھ اس پر رکھ کر اسے تسکین دوں۔ وہ بولی میں تجھ سے خدا کی امان مانگتی ہوں۔ آپ نے جواب دیا تو نے بڑے پناہ دینے والے سے امان مانگی۔ پھر ہمارے پاس چلے آئے اور فرمایا اے ابو اسیدؓ اسے وہ کپڑے رازقی پہنا کر اسکے کنبے والوں کے پاس پہنچا دے۔ سہل بن سعد اور ابو اسید کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا جبکہ آنحضرتؐ کے پاس لائی گئی۔ آپ نے اس کی طرف ہاتھ دراز کیا اس نے اسے مکروہ جانا۔ آپ نے اسید کو ارشاد فرمایا اس کا سامان کر دے اور دو سفید کپڑے پہنا دے" (صحیح بخاری حصہ سوئم ص ۴۳ حدیث ۲۴۰ مترجم مرزا حیرت دہلوی)

منقولہ روایت اور اسی طرح کی بے شمار توہین آمیز روایات سے امام

بخاری اور ان کے معتقدین کا عقیدہ رسالت نمایاں ہو جاتا ہے ہمیں اللہ ایسے عقیدے سے محفوظ رکھے انہی لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ رسولؐ دینی معاملات میں کبھی بھول جایا کرتے تھے اور وہ بھی یہاں تک کہ ایک روز بھولے سے نماز میں بتوں کی صفت و ثنا کرنے لگے (معاذ اللہ) کبھی کبھی نماز بھی غائب کر دیتے تھے اور قرآن مجید کی آیات بھی عموماً یاد نہ رہتی تھیں جیسا کہ صاحب بخاری "شریف" لکھتے ہیں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ نے بوقت شب ایک مرد کو قرآن پڑھتے سنا پھر فرمایا اللہ اس پر رحم کرے اس نے مجھے فلاں فلاں آیت جو کہ فلاں فلاں سورۃ کی بھلا دیا گیا تھا یاد دلادی۔"

نوٹ :۔ یہ عبارت صحیح بخاری حصہ سوم حدیث ۳۱، ۳۳، ۳۷، ۱۲۵۸ سے نقل کی گئی ہے) عقیدت مندان بخاری سے کوئی غیر مسلم شخص یہ سوال کر سکتا ہے کہ جب (از روئے بخاری) شارع علیہ السلام ہی قرآن یاد نہ رکھ سکے تو صحت کتاب کی کیا دلیل رہ گئی؟ یہی وہ توہین آمیز اور من گھڑت روایات ہیں جو کتاب "رنگیلا رسول" کی بنیاد بنیں۔ یقیناً عقل سلیم رکھنے والا کوئی شخص ایسے رسول کو ہرگز تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہو سکتا جس کا کردار صحیح بخاری وغیرہ کی مذکورہ روایات کے مطابق ہو۔ عقائد کی پاکیزگی صرف مذہب شیعہ ہی کو حاصل ہے کہ رسولؐ کو ایسے تمام نقائص و عیوب سے پاک اور معصوم مانتا ہے۔ یعنی ایسے پاک رسولؐ مانتا ہے جن سے اول عمر سے آخر تک کبھی گناہ یا خطا کا صدور نا ممکن ہے رسولؐ کو سب سے بڑا زاہد اور پرہیز گار سمجھتا ہے جو کبھی ناجائز لذات دنیا کی طرف راغب نہیں ہوئے۔ نیز رسولؐ کو ایسے موید من اللہ تسلیم کرتا ہے جن سے کبھی سہو و خطا اور گناہ ہو ہی نہیں سکتے رسولؐ کو خدا کے احکام اور اس کے منشا و رضا کا

تسلیم کرتا ہے انھوں نے کبھی کسی کی خاطر کسی حکم خدا کی مخالفت نہیں کی اور آپ
کا کوئی قول اور کوئی فعل رضائے خدا کے کبھی خلاف نہیں ہوا۔ رسولؐ کو اشرف
المخلوقات اور سید الانبیاءؑ تسلیم کرتا ہے اور ہر نبی کو گناہ سے پاک مانتا ہے۔

پیغمبر کے لیے معصوم ہونا کیوں ضروری ہے؟

خلاقِ عالم کی اپنے بندوں پر یہ کمال درجہ شفقت ہے کہ اس مُدبّر کائنات
نے انسان کو عقل و بصیرت کی متاع بخشی تاکہ وہ نیکی اور بدی میں تمیز کر سکے
وہ نہایت مہربان ہے لہٰذا اس نے ہماری ہدایت و رہنمائی کا مکمل انتظام
فرما دیا۔ اور اس نے یہ دستور جاری فرمایا کہ اپنے بے عیب اور برگزیدہ افراد
کو اپنی نیابت و نمائندگی کے لیے بھیجتا رہا۔ جو اس کے احکام و فرامین عوام الناس
تک پہنچاتے رہے یعنی تبلیغ دین کرتے رہے اور اس کے پسندیدہ دستورِ حیات پر
تہذیب و تمدن کی بنیادیں رکھتے رہے تاکہ لوگ ضلالت و گمراہی میں نہ پڑیں
اور ایسے کاموں کے مرتکب نہ ہوں جو اللہ کو ناپسند ہوں۔

ایسے فرستادگانِ خدا کے لیے معصوم ہونا قطعاً ضروری اور لازم تھا کیونکہ
اگر انبیاءؑ کو خدا کا یہ لطفِ خاص یعنی عصمت حاصل نہ ہوتا تو دو صورتیں ہوتیں
ایک یہ کہ یا تو اعلانِ نبوّت سے قبل اس سے خطا سرزد ہوئی ہو یا بعد از اعلان۔
اگر قبل از اعلانِ نبوت اسے خطا کار تسلیم کیا جائے تو لوگ اسے خاطی و گنہگار
انسان تصوّر کرتے اور اس کے کہنے کا کوئی اعتبار نہ کرتے اس کے اقوال قابلِ
جرح و مشکوک سمجھے جاتے اور مقصدِ بعثت پورا نہ ہوتا۔ دوسری طرف اگر اعلان

نبوت کے بعد والی زندگی میں بھی گناہ، خطا و نسیان ممکن تسلیم کیا جائے تو یہ
صورت انتہائی خطرناک شکل اختیار کر لیتی ہے کہ ایک شخص خدا کا فرستادہ
ہو وہ لوگوں کو تو ترک معاصی کی تعلیم دے اور خود گناہ کا مرتکب ہو۔ نسیان یعنی
بھول چوک مان لینے سے اس کی شریعت سے ہی اعتماد اٹھ جاتا ہے اور
ممکن ہو جاتا ہے کہ بھول جانے کی وجہ سے اصل احکام کے بجائے کچھ اور ہی
بتا دے یا کسی اہم حکم کو پہنچانا یاد ہی نہ رہے۔ بتائیے کون عقل مند انسان
پھر ایسے خطا کار و گناہ گار کی باتوں پر کان دھرتا اور اس کی اطاعت
کرتا لہٰذا ضروری تھا کہ اللہ نے معصوم افراد ہی کو اپنی رسالت و نبوت کا
عہدہ عطا فرمایا۔ جو حضرت محمد مصطفےٰ پر ختم ہو گیا۔

نیز یہ مسلم حقیقت ہے کہ کوئی بھی اپنے جیسے نادان کے سامنے جھکنا پسند
نہیں کرتا اور نہ خدا جاہل کو عالم پر برتری دے سکتا ہے کیونکہ یہ خلاف عدل ہے
اس لیے جن افراد کو نبوت ملی وہ معصوم ہی تھے اور اپنے زمانے کے تمام افراد
سے زیادہ عالم بھی۔ جناب رسالت مآب بعد از خدا تمام کائنات میں سب سے
بڑے عالم ہیں اس کے لیے صرف دو دلائل کافی ہیں۔ اول یہ کہ آپ سے بڑھ
کر قرآن مجید کا عالم اور کوئی نہیں، قرآن مجید میں تمام علوم و فنون موجود ہیں
اور کوئی علم ایسا نہیں ہے جس میں رسول معاذ اللہ بے علم ہوں۔ دوم یہ کہ آیت
قرآن ہے کہ "اے رسول جو تم نہیں جانتے تھے وہ سب ہم نے سکھا دیا۔ پ ۵،
سورہ نساء آیت ۱۱۳"

اب سوال کرتے جاتے ہیں کہ رسول غیب جانتے تھے، اگر جانتے تھے تو ٹھیک

اگر نہیں تو خدا نے بتلا دیا لہٰذا عالم الغیب ہوئے۔

اُمّی کا مطلب بعض لوگ "ان پڑھ" لیتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ اُمّی کا مطلب مکّہ کا رہنے والا ہے کیونکہ قرآن مجید میں مکّہ کو "اُم القریٰ" یعنی قریوں (بستیوں) کی ماں کہا گیا ہے چونکہ حضورؐ ام القریٰ کے رہنے والے تھے اس لیے حضورؐ کو "اُمّی" فرمایا۔

امامت

جن لوگوں نے رسولؐ کو محفوظ عن الخطا تسلیم نہیں کیا تو ان کے جانشین کو معصوم کیونکر ماننے پر تیار ہوں گے؟ انھوں نے حکومت کو معیارِ خلافت بنا لیا اور حکومت پر قابض ہو جانے والوں کو غیر مشروط طور پر خلیفہ مان لیا، عالمین کے رسولؐ کے جانشین کے لیے یہ لازم نہیں سمجھا کہ اسے عالم، پاک نفس، سخت پابندِ احکام خدا ہونا چاہیے۔ بلکہ عملاً یہ تسلیم کیا کہ کیسا بھی کوئی شخص ہو، جاہل ہو یا عالم، خود رائے ہو یا پابندِ شرع، بخیل ہو یا غنی سب جانشینِ پیغمبرؐ ہو سکتے ہیں (معاذ اللہ) یہی وجہ ہے کہ یزید بن معاویہ جیسے فاسق و فاجر شخص کو بھی آنحضرت صلعم کا چھٹا خلیفہ" تسلیم کر لیا (دیکھیے شرح فقہ اکبر مصنفہ ملّا علی قاری حنفی مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند بھارت صد ۸۴) اور عبد اللہ بن عمر ابن خطاب نے مسجد نبویؐ میں یزید کی حمایت و وکالت کرتے ہوئے کہا "ہم نے یزید کی بیعت خدا اور رسولؐ کی بیعت پر کی ہے"۔ (یعنی خدا اور رسولؐ کے موافق بیعت کی ہے) ملاحظہ ہو صحیح بخاری جلد ۳ کتاب الفتن اور صحیح مسلم جلد ۵ صفحہ ۱۳۶ مطبوعہ سعیدی کراچی "صحیحین" میں ہونے کی وجہ سے محدثین کے نزدیک یہ واقعہ

متفق علیہ ہے حال ہی میں ناظم آباد کراچی سے ایک رسالہ "اسلام کہاں ہے"؟ از عزیز احمد صدیقی منجانب "ادارہ تحفظ ناموس صحابہ" شائع ہوا ہے جو اس بات کی وکالت کر رہا ہے کہ معاویہ، یزید، مروان اور ولید وغیرہ سب خلفائے راشدین تھے"۔ (رسالہ کے مطابق اسلام یزید کے پاس ہے حسینؑ کے پاس نہیں، نیز رسالہ ہذا شیعہ سُنی اتحاد کے سخت خلاف ہے)

مذہب شیعہ امامیہ کو جہاں دیگر مسائل میں امتیاز حاصل ہے وہاں مسئلہ امامت مذہب شیعہ کو دیگر مذاہب سے ممتاز کرتا ہے یہی مسئلہ صدیوں سے باعث نزاع چلا آ رہا ہے اس لیے ضروری سمجھتا ہوں کہ اس پر ذرا تفصیلی روشنی ڈالوں۔

جانشین رسولؐ کی انتہائی ضرورت کیوں ہے؟

کیا سرکار رسالت نے دنیا سے رحلت کے بعد امت کو یونہی حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا؟ ہرگز نہیں۔ آپؐ نے اپنے پیچھے نظام زندگی کا ایک منظم و مربوط مکمل دستور حیات قرآن مجید کی صورت میں چھوڑا، یہ امر مسلّم ہے کہ تعلیمات معلم کی تفسیر و تشریح کی محتاج ہوا کرتی ہیں، جو شخص لوگوں سے یہ چاہے کہ مفہوم قرآن کو رسولؐ کے ارشادات سے سمجھنے کی بجائے، وہی مفہوم تسلیم کرو جو میں کہوں[1] تو وہ شخص یقیناً گمراہ اور مریض جہل مرکب ہے بہرحال جب تک حضورؐ ظاہری طور پر اس عالم ظاہری و فانی میں موجود رہے۔ آپؐ لوگوں کو دین کی تعلیم دیتے رہے اختلاف کی صورت میں آپؐ کی طرف رجوع کیا جاتا رہا۔ مگر

---

[1] تفسیر بالرائے کرنے والے ایسا ہی کہتے ہیں۔

تمام اختلافات مٹاد یتے رہے لیکن واقعۂ قرطاس کے وقت جو اختلاف پیدا ہوا
رسولؐ کی موافقت کرنے والوں کے مقابلہ پر مخالفتِ پیغمبرؐ کرنے والا گروہ ظا
ہو گیا اُس اختلاف کو رسولؐ بھی نہ مٹا سکے۔ لہٰذا جبکہ اختلاف عہدِ رسولؐ ہی
میں ظاہر ہو چکا تھا تو ظاہر ہے کہ بعد از رسولؐ بھی باہمی اختلافات کا ہونا ناگز
تھا اور اس امر کا قوی امکان تھا کہ احکامِ اسلامی کی تعبیرات میں لوگ
مختلف الرائے ہوں اور یہ بھی اندیشہ تھا کہ کہیں افرادِ امت کا ذہنی انتشا
اور ان کا نظریاتی افتراق جمعیت اسلامیہ کے ملی شیرازے کو منتشر نہ کر دے
اور ملی یکجہتی کے علاوہ اتحادِ کردار اور عمل ندرہ افتراق نہ ہو جائیں۔ چنانچہ اس
خطرہ کو حضورؐ نے متعدد بار اظہار فرمایا' جیسا کہ صحیح بخاری حصہ سوم کتاب الحوض
حدیث نمبر ۱۴۹۹ ' ۳۴۲ مترجم مرزا حیرت دہلوی میں ہے کہ عقبہ کہتے ہیں
کہ نبیؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی مجھ کو یہ خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد
شرک کرو گے بلکہ مجھ کو خوف ہے کہ تم آپس میں جھگڑنے لگو گے" اسی طرح حدیث
۱۵۰۱' صہ ۳۴۲ میں ہے:" اسماء بنت ابوبکر کہتی ہیں کہ نبیؐ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میں حوض پر ٹھہرا رہوں گا کہ تم میں سے کون میرے پاس آتا ہے'
اور چند لوگ (اصحاب) میرے پاس سے علیحدہ کر دیے جائیں گے۔ میں کہوں
گا اے پروردگار یہ میرے (اصحاب) ہیں اور میری امت ہیں۔ حکم ہو گا کہ
تمہیں معلوم ہے کہ انھوں نے تمہارے بعد کیا کیا ہے تمہارے بعد یہ (دین
سے) الٹے پیروں پھر گئے تھے (اور اس کے احکامات کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا
تھا) ابن ابی ملیکہ (نیچے کے راوی) کہا کرتے تھے کہ اے اللہ ہم الٹے پھر

اور فتنہ میں ڈالے جانے سے تیری پناہ چاہتے ہیں"۔

مندرجۂ بالا روایات (اور اسی قسم کی کئی اور) سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضورؐ کو اختلاف امت کا یقین تھا لہٰذا ایسا اہتمام کرنا رسولؐ کے لیے لازم و واجب تھا کہ امت کا ایک ہی مرکزِ ہدایت بدستور قائم رہے' بعد از رسولؐ ان کا ایسا قائد ہو جو مثل پیغمبر واجب الاطاعت ہوتا کہ افرادِ امت اس سے اخذِ ہدایت کرتے رہیں اور ان کے احکامات کا ازالہ ہوتا ہے اختلافات میں اس کا قول قولِ فیصل ہو تا کہ مرکزیت قائم رہے شیرازۂ ملی منتشر نہ ہونے پائے۔ قوم اپنے قائد کے گرد جمع رہ کر وحدتِ قومی کو برقرار رکھ سکے۔ اتحاد و یک جہتی سے دینی و دنیوی فوائد حاصل کرتی رہے۔

نائبِ رسولؐ کا بھی رسولؐ کی طرح معصوم ہونا ضروری ہے

تاکہ لوگ پورے پورے پختہ یقین اور اطمینان کے ساتھ اس سے احکام اخذ کریں اس کے حکم کو حکم رسولؐ تسلیم کریں اور اسے بہ دل و جان مانیں اس کے علاوہ اس نائب کو زمانے بھر میں عالم ترین ہونا لازمی ہے کیونکہ اسے پیغمبرؐ کی جگہ عالمین کے ہادی کے فرائض سرانجام دینا ہیں اور اس عہدہ کی نیابت کرنا ہے جو تمام مناصب سے اعلا ترین ہے لہٰذا ایسے شخص کے لیے صفاتِ نبوی کا حامل ہونا ضروری ہے اور علوم پیغمبرؐ کا وارث ہونا ناگزیر ہے وہ نائب یا متولی بعد از ختم نبوت اصطلاحِ شرعی میں "امام" ہوتا ہے اور بعد از رسولؐ امت کی دینی قیادتِ عظمیٰ کی اہم ذمہ داریوں کے منصب کو زبانِ شرع میں "امامت" کہا جاتا ہے

ایسے امام امت اور قائد شریعت کا منصوص من اللہ ہونا بھی ضروری ہے اور لازم
ہے کہ شارع اسلام نے اس کے تقرر منجانب اللہ کا خود اعلان فرمایا ہو۔ یعنی اس کی
امامت اللہ اور رسولؐ کی نصوص صریحہ سے ثابت و معلوم ہو۔ ورنہ ہوس اقتدا
کے ہاتھوں مسند نشینی کے لیے خانہ جنگی کا خطرہ رہے گا اس عہدۂ جلیلہ کو عوام کے
ہاتھوں میں نہیں دیا جا سکتا کیونکہ عصمت اس کا خاصہ ہے اور کسی کے معصوم
ہونے کا علم صرف اللہ یا اس کے رسولؐ کو ہی ہو سکتا ہے یا ان کو جنھیں بذریعہ
رسولؐ بتا دیا جائے، یہی سنت الٰہیہ ہے جس میں تبدیلی ہونا محال ہے حضرت
آدم سے لے کر خاتم علیہ السلام تک اوصیا کا تقرر اسی طرح ہوتا رہا ہے۔ حضورؐ
نے نہ صرف اپنے بعد ایک نائب کا اعلان فرمایا بلکہ "قرآن و اہلبیتؑ" سے تمسک کا
حکم دیکر امت کو قیامت تک کے لیے بتا دیا کہ قائدین امت صرف اہلبیتؑ ہیں۔

اب ہم بروئے قرآن یہ ثابت کریں گے کہ مذہب شیعہ اثنا عشریہ کے ائمہؑ
طاہرین ہی اصل خلفائے رسولؐ تھے۔

خداوند عالم نے قرآن مجید میں جو واقعات بیان کیے ہیں وہ صرف قصہ
کہانی کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ ان سے نظر قائم کرنا مقصود رہا ہے جس سے کسی خاص
حقیقت کی طرف لوگوں کی رہنمائی منظور ہوتی ہے جیسا کہ سورۂ ابراہیم آیت
۲۵ میں ارشاد ہے وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ
خداوند عالم نظائر پیش کرتا ہے لوگوں کے لیے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

اور فرمایا
وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبٰى أَكْثَرُ النَّاسِ

اِلَّا كُفُوْرًا ۵ (ترجمہ) ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر بات کے نظائر پیش کیے ہیں لیکن اکثر لوگ (ان کے نتائج سے) کفر اختیار کیے بغیر نہ رہے"۔ (سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۹)

سورہ روم آیت ۵۸ میں ارشاد ہوا:

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۵ (ترجمہ) ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی نظیر پیش کی ہے"۔

قرآنِ مجید میں انبیائے سابق کے حالات اور ماضی کے حالات درج ہیں شاید کوئی یہ خیال کرے کہ تاریخی معلومات بہم پہنچانے یا کتاب کو دلچسپ بنانے کے لیے ان واقعات کا تذکرہ کر دیا ہے لیکن یہ تصور انتہائی پست ہوگا جو قرآن جیسی با مقصد و مقدس کتاب کے متعلق نہیں ہونا چاہیئے اللہ نے صاف طور پر بتلایا ہے کہ سابقہ واقعات کا تذکرہ اس میں اس مقصد کے لیے ہوا ہے کہ امت کو نظائر حاصل ہوں لہٰذا قرآنِ مجید میں بیان شدہ ہر واقعہ سے اس امت کو کوئی نتیجہ اور سبق حاصل کرنا چاہیئے اور اسے محض ایک کہانی نہ سمجھ لینا چاہیئے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۵

پس وہ مخصوص قصے بیان کیجیے تاکہ یہ لوگ غور کریں (اعراف آیت ۱۷۶)

اور فرمایا:۔

لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ

ان لوگوں کے قصوں میں صاحبانِ عقل کے لیے عبرت ہے (یوسف۔ آیت ۱۱۱)

مزید فرمایا۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ

اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے قصّے آپ سے بیان کرتے ہیں

بِهِ فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ فِي هَٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ

جن کے ذریعہ سے ہم آپکے دل کو تقویت دیتے ہیں اور ان قصوں میں آپکے پاس ایسا مضمون پہنچا ہے جو حق ہے اور مومنین کے لیے نصیحت اور یاد دہانی ہے"۔

(سورۂ ہود آیت ۱۲۰)

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا

"تحقیق ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا تم پر شاہد جس طرح ہم نے

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۔ (سورۂ مزمل آیت ۱۵)

فرعون کی جانب ایک رسول (حضرت موسیٰؑ) بھیجا تھا"۔

آیت بالا سے ثابت ہے کہ جناب رسالتمآبؐ حضرت موسیٰؑ کے مثیل تھے اس لیے امت رسولؐ کو بھی امت موسیٰؑ سے مماثلت حاصل ہے۔

اللہ نے بہت واضح الفاظ میں بیان کیا ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي إِسْرَائِيلَ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ۝

(ترجمہ) اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی۔ پس آپؐ کو تو شک نہیں ہو سکتا اس میں اور ہم نے کتاب کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت قرار دیا اُن (بنی اسرائیل) میں سے ہمارے امر سے ہدایت دینے والے امام ہم نے ہی بنائے جبکہ انھوں نے صبر

کیا اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے"۔ (پ ۲۱ - سورہ سجدہ ۲۳ تا ۲۴)
اس سے معلوم ہوا کہ امت موسیٰؑ میں آئمہ کا تقرر اللہ نے خود کیا تھا ان آئمہ بنی اسرائیل کی شان بھی معلوم ہو گئی کہ ان کے تمام احکام و ہدایات خدا کی مرضی کے مطابق اسی کے امر سے ہوتے تھے ان سے غلطی و حکم خدا کی نافرمانی کبھی ہو ہی نہیں سکتی تھی یعنی جس طرح تقرر آئمہ کا اعلان فرمایا اسی طرح عصمت کا اظہار بھی کر دیا گیا۔

نوٹ:۔ اگر امت محمدیہؐ کے امام خدا کے مقرر کردہ نہ ہوں تو قوم موسیٰؑ امت مسلمہ سے افضل قرار پا جائے گی لہٰذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ امت رسولؐ کے آئمہ کا تقرر بھی سنت اللہ کے مطابق منجانب اللہ ہی ہونا چاہیے تھا اور ہوتا رہا یوں فوقیت امت محمدیہؐ قرار رہی۔)

ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی
اور خداوند عالم نے بنی اسرائیل کا عہد و پیمان لیا اور ان میں
عشر نقیبا وقال اللہ انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ واٰتیتم
بارہ نقیب مقرر کیے اور خدا نے (بنی اسرائیل سے) کہا کہ میں تمہارے
الزکوٰۃ واٰمنتم برسلی وعزرتموھم واقرضتم اللہ قرضاً
ساتھ ہوں اگر تم نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور میرے مقرر کردہ

لے دکھ زکوٰۃ لیتے رہو۔ خیال رہے کہ اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا لقب ہے تو بنی اسرائیل کے معنی ہوئے یعقوبؑ کی اولاد۔ معلوم ہوا حضرت یعقوبؑ نبی کی اولاد بھی زکوٰۃ دیتی تھی لیتی نہیں تھی ۔ لے سورہ فرقان آیت ۳۵

حسنا لاکفرن عنکم سیاٰتکم ولادخلنکم جنات تجری
رسولوں پر ایمان رکھو اور خدا کو قرضِ حسنہ دو تو میں تمہارے گناہوں کو تم سے اتار دوں گا
من تحتہا الانہار فمن کفر بعد ذالک منکم
اور تم کو داخل کروں گا ان بہشتوں میں جنکے نیچے نہریں ہونگی پس جو اس عہد کے بعد
فقد ضل سواء السبیل (مائدہ ایت ۱۲)
منکر ہوا تو وہ راہ سے دور بھٹک گیا۔

اس میں خداوند تعالیٰ نے اس بات کا اعلان فرمایا ہے کہ قوم موسیٰؑ میں نقبا
کی تعداد بارہ تھی بنی اسرائیل سے ان کی پیروی کا عہد لیا گیا تائید کی صورت
میں جنت کا وعدہ کیا گیا اور مخالفت پر ہلاکت کا پیغام دیا۔

اس امر کا قرآن مجید میں متعدد مقامات پر تذکرہ موجود ہے کہ حضرت موسیٰ
کے وزیر و خلیفہ اول ان کے بھائی ہارونؑ تھے جیسا کہ ارشاد ہوا۔

ولقد اتینا موسی الکتاب وجعلنا معہ اخاہ ھرون وزیرا۔
(ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عطا کی اور ان کے بھائی ہارون کو اُن کا وزیر مقرر کیا)

ایک موقع پر حضرت موسیٰؑ کی دعا اور اس کی قبولیت یوں بیان کی گئی
(موسیٰؑ نے عرض کی) پالنے والے میرے سینے کو میرے لیے کشادہ فرما میرے رسالت
کے) کام کو میرے لیے آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کو کھول دے۔ لوگ
میری بات کو سمجھیں اور میرا وزیر میرے اہل میں سے میرے بھائی ہارونؑ کو
قرار دے۔ اس کے ذریعہ سے میری کمر مضبوط کر دے اور میرے کام (یعنی کار رسالت)
میں اس کو میرا شریک بنا تاکہ ہم دونوں کثرت سے تیری تسبیح کرتے رہیں اور

تیرا ذکر کرتے رہیں تو تو ہمیشہ سے ہمارا نگہبان رہا ہے۔ خدا نے فرمایا "اے موسیٰ ع
تجھے تیرا سوال دے دیا گیا"۔

اس امتِ محمدیؐ کو اس امر سے صاف طور پر باخبر کر دیا گیا ہے کہ امتِ
موسیٰ ع میں حضرت موسیٰ ع کے جو خلیفہ اوّل مقرر ہوئے وہ کوئی غیر اہل (امتی)
نہ تھے بلکہ موسیٰ ع کے بھائی تھے۔ اس لیے امتِ محمد مصطفیٰ ص کے خلیفہ اوّل بھی
حضرت علیؑ ہی قرار پائے جو برادرِ مصطفیٰ ہیں۔ بھائی کا لفظ قرآن مجید میں
صاف موجود ہے اسی لیے حضورؐ نے جناب امیرؑ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰؑ الا انہ لا نبی بعدی (ترجمہ
اے علیؑ تیری منزلت مجھ سے وہی ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی سوائے
اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اور یہ بھی فرمایا: "اے علیؑ تو میرا اس دنیا میں بھی بھائی ہے اور آخرت میں بھی
بھائی ہے"۔

(چیلنج:۔ حدیث منزلت اور حدیث مواخاۃ، دونوں فریقین کے مابین
مسلمہ ہیں۔ تاہم چند ناصبیوں نے ان کا انکار کیا ہے میرا یہ چیلنج ہے کہ یہ منزلت
کسی دوسرے صاحب کے لیے ثابت نہیں کہ حضورؐ نے یہ فرمایا ہو کہ اسکی نسبت
مجھ سے ہارونؑ ایسی ہے یا وہ میرا دنیا و آخرت میں بھائی ہے۔ دشمنوں نے
لاکھ پردے ڈالے، لیکن نور ہمیشہ تاباں ہی رہا۔

والذی اوحینا الیک من الکتاب ھو الحق مصدقاً
اور جو ہم نے آپ کی طرف کتاب میں سے وحی کی ہے وہ حق ہے اور گذشتہ

لما بین یدیہ ان اللہ بعبادہ لخبیر بصیر ثم اورثنا
کتابوں کی تصدیق کرنے والا حق ہے بے شک خدا اپنے بندوں کے حالات سے باخبر
الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا ج (سورۂ فاطر ۳۱ تا ۳۲)
نگراں ہے پھر اسکے بعد ہم نے اس کتاب کے وارث ان کو قرار دیا جنھیں اپنے
عباد میں سے ہم نے چنا (نہ کہ لوگوں نے)

لفظ "اصطفا" وہ مخصوص لفظ ہے جو ہمیشہ خدا کی جانب سے مقرر شدہ
ہادیوں کا پتہ دیتا رہا ہے ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحاً و آل ابراھیم و
آل عمران علی العالمین ہ (آل عمران آیت ۳۳)

مقام اصطفا ہی وہ مقام ہے جو رسولؐ کی شانِ عظمت اوصاف کو ظاہر
کرتا ہے اسی لیے آپؐ کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ مصطفیٰ خاص طور سے بولا
جاتا ہے یہ لفظ خدا کے انتخابِ خاص کو ظاہر کرتا ہے اسی لفظ کے ذریعہ خدا نے
ان افراد کا پتہ دیا ہے جو امتّ رسولؐ میں سے اللہ نے منتخب فرمائے اور انکو
قرآن مجید کا وارث بنایا۔ (ملاحظہ ہو حدیث ثقلین)

ایمان و معرفت کے درجوں میں نبی و رسولؐ کا درجہ بلند ہوتا ہے کیونکہ
یہ پیشوائے خلق ہوتے ہیں اسی پیشوائی منصب امام الناس کا کسی دوسرے کی طرف
منتقل ہو جانا وصایت و خلافت اور جانشینی و امامت ہے کسی نبی و رسول و رہبر بشر
کے بعد اسکی جانشینی کا مقدم حق اسکی اولاد ہی کو حاصل ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے
والذین آمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم
(جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور ان کی اولاد بھی ان کے نقشِ قدم پر چلتی ہے تو ہم

اُن کے مراتب و مدارج میں ان کی ذریت کو شریک قرار دیتے ہیں)
(سورہ طور پ۲۷ آیت ۲۱)

مثال کے طور پر دوسری جگہ ہے۔

ولقد ارسلنا نوحا و ابراھیم وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتاب
ہم نے نوح اور ابراہیمؑ کو بھیجا اور ان کی ذریت میں نبوت و کتاب کو باقی
رکھا) سورہ حدید آیت ۲۶

اب یہ بات واضح ہو گئی کہ نوحؑ اور ابراہیمؑ کی جانشینی اُن کے بعد ان
کی ذریت کو عطا ہوئی جو حیثیت نبوت تھی اب نبوت ختم ہو گئی لیکن کتاب
باقی رہی جس کی وراثت کے انتخاب کا خدا نے اورثنا الکتاب الذین
اصطفینا من عبادنا کہہ کر ذکر فرمایا ہے اس لیے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جانشینی
رسولؐ کا حق صرف ذریت ہی کو حاصل ہے اور کسی غیر کو نہیں۔

یوم ندعوا کل اناس بامامھم (بنی اسرائیل آیت ۷۱)
وہ دن جب ہم زمانے کے لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے!!

ارشاد باری تعالیٰ سے یہ بات ثابت ہے کہ ہر دور اور ہر زمانے اور قرن
میں کوئی نہ کوئی امام ضرور ہے امام کے ساتھ لوگوں کو بلانے کی غرض سوائے
اس کے کوئی نہیں جس کا خداوند عالم نے کچھ اشخاص سے خطاب کر کے اظہار
فرمایا کہ۔ وکذالک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس

تحقیق میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں جو ایک دوسرے سے کبھی
جدا نہ ہونگی ایک کتاب خدا اور دوسری میری عترت میرے اہلبیتؑ۔ الخ

ویکون الرسول علیکم شہیدا البقرۃ آیت ۱۴۳

ہم نے تم کو امت وسط (یعنی اپنے اخلاق و اوصاف میں حد اعتدال پر قائم رہنے والی جماعت) قرار دیا تاکہ تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو۔

ولیکون الرسول علیکم شہیدا البقرہ ۱۴۳

اور رسولؐ تم سب پر گواہ ہو۔

معلوم ہوا کہ یہ اشخاص جو لوگوں کے ساتھ بلائے جائیں گے وہ ہیں جو رسولؐ کے ماتحت اور تمام امت کے حاکم و ولی ہیں۔ اور انھیں کو امام کہا جا سکتا ہے انھیں کی تابعداری کا ہر زمانہ والوں کو حکم دیا ہے (اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور صادقین کے ساتھ رہو) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں ایسا وجود باقی رہتا ہے جو صدق فی القول و العمل کے ساتھ حقیقی معنی میں معصوم ہوتا ہے۔ پھر فرمایا۔

انما انت منذر ولکل قوم ھاد سورہ رعد آیت ۷

(تم ڈرانے والے ہو اور نسل انسانی کے ہر طبقے کے لیے رہنما ہے)

ثابت ہوا کہ ہر طبقہ انسانی کے لیے رہنمائے حقیقی کا وجود یقینی ہے۔

امام غائب علیہ السلام

غیب کے معنی نظر نہ آتا ہے نہ کہ معدوم ہو جانا۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ امام کا ہر زمانہ میں ہونا یقینی ہے تاہم اگر ظاہراً اس کا سراغ نہ ملے تو غائب ہے اور پردۂ قدرت میں مستور ہے انما الغیب للہ فانتظروا

انی معکم من المنتظرین ۝ سورہ یونس ۲۰

...ے اسکے نہیں کہ غیب کا تعلق خدا سے ہے اس کا انتظار کرو اور میں بھی...
...) اس کے ساتھ ہی مطالعۂ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ غیب کی کچھ نہ کچھ...
...قت ضرور ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے جیسا کہ آغازِ کلام ہی...
...ہے۔

...ی للمتقین الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصّلوٰۃ ومما
...قنا ھم ینفقون ۝ ..... ھم المفلحون ۝

...دایت ہے متقین کے لیے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے...
...س میں جو رزق ہم نے ان کو دیا تقسیم کرتے ہیں اور وہ ایمان رکھتے ہیں...
...آپ پر نازل ہوا اور اس پر جو آپ سے قبل نازل ہوا وہ آخرت پر...
...ن رکھتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں اپنے رب کی جانب سے ہدایت پر اور یہی...
...ح پانے والے ہیں۔)

اگر غیب سے مراد "اللہ" کو لیا جائے تو ظاہر ہے کہ ایمان باللہ کے بغیر...
...قرار ہی نہیں پاسکتے اگر قیامت مراد لی جائے تو اس کا ذکر بالیوم الاخر...
...علیحدہ موجود ہے۔

لہٰذا "غیب" کوئی اور ہی چیز ہے جس پر ایمان لائے بغیر متقین ہو...
...نہ جزو قرآن سے ہدایت نصیب نہیں ہو سکتی۔

بروئے حدیث بھی ائمہ اثنا عشر صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین ہی پیغمبر خدا کے حقیقی جانشین ہیں

رسالت مآب ؐ کی نصوص صریحہ کے مطابق ائمہ حق صرف اور صرف حضرت علی ؑ اور انکی اولاد میں سے گیارہ آئمہ علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں جن کی عصمت و طہارت قرآن و حدیث دونوں سے ثابت ہے۔ کئی مرتبہ سرکار رسالت ؐ نے حضرت علی علیہ السلام کی امامت، خلافت، ولایت و حکومت اور مسند نشینی دنیا بعد کا صراحتاً اظہار فرمایا۔ حدیث غدیر "من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ" کو اہلسنت علماء نے درست تسلیم کیا ہے۔ اس خانوادہ عصمت و طہارت کے بقیہ گیارہ آئمہ ؑ پر نص صریح ہے کہ ہر امام ؑ اپنے بعد کے امام ؑ کا تعین و تقرر کر کے اعلان فرماتا رہا۔ بلکہ خود سرکار رسالت ؐ کی بکثرت صحیح و مستند احادیث میں ائمہ کی تعداد اور ان کے مبارک اسماء کا ذکر وضاحت کے ساتھ موجود ہے اختصار کے پیش نظر صرف ایک حدیث نقل کی جاتی ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ بعد نزول آئیہ مجیدہ یا ایھا الذین آمنو اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم "اے مومنو اللہ کی اطاعت کرو، اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اولی الامر کی"۔ [1]

میں نے پیغمبر خدا ؐ سے پوچھا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول ؐ کو تو پہچان

---

[1] یعنی صاحب اختیار ہیں نیکوں کی۔

دیا انکی اطاعت و فرمانبرداری بھی کی لیکن حضورؐ میں نے "اولی الامر" کو نہیں پہچانا جس کی اطاعت کا حکم دیا جارہا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا وہ میرے جانشین ہیں وہ میرے بعد تم پر حاکم و متصرف، نگراں و متولی بنائے گئے ہیں ان میں کا پہلا میرا بھائی "علیؑ" ہے اس کے بعد میرا بیٹا حسنؑ" اس کے بعد میرا فرزند حسینؑ "حسینؑ کے بعد اس ترتیب سے کہ اس کا بیٹا علیؑ ابن حسینؑ (امام زین العابدینؑ) پھر محمدؑ بن علیؑ (امام محمد باقرؑ) اے جابرؓ جب تو میرے اس فرزند کو پائے تو میرا سلام پہنچا دینا۔ پھر جعفر بن محمدؑ (امام جعفر صادقؑ) پھر موسیٰؑ بن جعفرؑ (امام موسیٰ کاظمؑ) پھر علیؑ بن موسیٰ الرضاؑ (امام علی رضاؑ) پھر محمدؑ بن علی التقیؑ (امام محمد تقیؑ) پھر علیؑ ابن محمد النقیؑ (امام علی نقیؑ) پھر حسنؑ بن علیؑ (امام حسن عسکریؑ) پھر م ح م د بن حسنؑ المہدی (امام آخرالزماں علیہ السلام) میرا یہ فرزند آخری زمانہ میں زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح پُر کر دے گا جس طرح ظلم و جور سے پُر ہو چکی ہوگی۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ کا سن مبارک پانچ سال کا تھا گویا صغیر السن تھے۔ استفسار فرمانے لگے "جابرؓ" "میرے جد بزرگوار کا سلام مجھے کیوں نہیں پہنچاتے" تو میں نے سلام پہنچا دیا۔

(دیکھئے کتب اہلسنت ینابیع المودۃ صفحہ ۳۶۹ مصنفہ علامہ سلیمان قندوزی حنفی المذہب۔ شواہد النبوۃ صفحہ ۱۹۵

اس کے علاوہ اسی کی تائید میں احادیث دیکھئے۔ صواعق محرقہ صفحہ ۹۷

باسناد صحیح مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی، ارجح المطالب ص۴۰۲، مودۃ القربیٰ، مناقب خوارزم، مفاتیح المطالب، حبیب السیر، روضۃ الاحباب وغیرہ)

علامہ ابن حجر مکّی اپنی کتاب صواعق محرقہ (جو مذہب امامیہ کی رد میں لکھی گئی ہے) مطبوعہ مصر کے ص۹۰ پر ہمارے مدعا کی تائید ان الفاظ میں کرتے ہیں "حدیث ثقلین میں جو حکم اہلبیتؑ کے ساتھ تمسک کا وارد ہے اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ اہلبیتؑ نبوی سے ہر زمانے میں قیامت تک ایک نہ ایک قابل تمسک شخص موجود رہے گا۔ اسی واسطے ان کو آنحضرتؐ اہل زمین کے لیے باعث امان فرماتے ہیں۔" سب سے کافی دلیل دوسری حدیث ہے جس میں نبیؐ نے فرمایا "میرے بعد میری امت میں ہمیشہ عادلین میرے اہلبیتؑ سے موجود رہیں گے جو اس دین کو گمراہ لوگوں کی تحریف، تاویل جاہلین اور جھوٹے لوگوں سے بچا کر راہِ حق کی ہدایت کرتے رہیں گے۔

خبردار۔ تمہارے پیشوا تم کو خدا کے سامنے اپنے ساتھ لے جانے والے ہیں، اس لیے سوچ لو کہ کیسے شخص کو پیشوا بنا رہے ہو۔ (بحوالہ فلک النجاۃ)

مندرجہ بالا بیان کو سامنے رکھ کر ہم عہد رسالت مآبؐ کے بعد فرقِ اسلامیہ کے آراء و خیالات کا جائزہ لیتے ہیں اور تلاش کرتے ہیں کہ وہ کون سی جماعت ہے کہ جس کے عقیدے میں اُمّتِ رسالت مآب میں اُمّتِ موسیٰؑ کی طرح آئمہ خدا کے مقرر کردہ ہوں اور ان کی تعداد مطابق نقبائے بنی اسرائیل

---

[1] مشکوٰۃ۔ کتاب الفتن جلد ۲ صفحہ ۴۵۵ میں ہے کہ نبیؐ نے فرمایا "میں اپنی امت میں گمراہ کرنے والے اماموں سے ڈرتا ہوں"۔

بارہ ہوں۔ رسولِ اکرمؐ کے خلیفۂ اوّل حضرت موسیٰؑ کے خلیفۂ اول کی مانند ان کے
بھائی ہوں، سلسلۂ امامت و جانشینیٔ رسولِ مقبول ان کے بھائی کے بعد انھیں
کی ذریت میں یکے بعد دیگرے اسی طرح دائم و قائم رہے جس طرح موسیٰؑ کے
بعد خاندانِ موسیٰؑ میں رہی۔ اور امامت کے امام بنی اسرائیل کے آئمہ کی طرح
غلطی و نافرمانی سے مبرا حقیقی معنوں میں یھدون بامرنا کے مصداق
ہوں اور اللہ کے بنائے ہوئے وارثانِ کتاب ہوں۔ کہ علم قرآن کا پورا علم رکھتے
ہوں۔ اور وہ حدیث ثقلین کے بموجب ارشاد رسولؐ کے مطابق قرآن کے ساتھی
ہوں۔ ہر زمانے میں انھیں میں سے امام موجود رہے۔ ان میں کا آخری پردہ
غیب میں ہو لیکن اس پر ایمان بالغیب کے تحت ایمان لانا لازمی ہو جس طرح بنی
اسرائیل میں سے حضرت عیسیٰؑ زندہ اور غائب ہیں اور ان پر ایمان لانا ضروری
ہے بے شک جب ہم تلاش کرتے ہیں تو یہ تمام امور سوائے مذہب شیعہ امامیہ کے
کسی اسلامی فرقے میں نظر نہیں آتے جس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ آئمہ
ہدایت کے متعلق قرآن مجید کے نظائر و تعلیمات سوائے آئمہ اثنا عشر (اہلبیتؑ)
کسی پر منطبق نہیں ہو سکتے۔

مذہب شیعہ کی یہ خصوصیت بھی اسے دیگر مذاہب پر فوقیت بخشتی ہے کہ
اس کے امامؑ اور ہادی اعلیٰ درجہ کے عالم، تمام افراد سے افضل، شجاع ترین، افضل
الخلق، پارسا، عابد، عادل، رحمدل اور گناہ و خطا سے پاک ہیں ان صفات کا کسی
دوسرے فرقے کے ائمہ میں یکجا ملنا تو درکنار کوئی دوسرا فرقہ مدعی تک نہیں ہے کہ
اس کے آئمہ معصوم تھے۔

قیامت!

دنیا کا کوئی باہوش اور عقلمند انسان مایوسی کو پسند نہیں کرتا۔ لہذا یہ بات بلا تردد کہی جا سکتی ہے کہ امید اور مایوسی میں سے امید اچھی ہے اور مایوسی بری ہے اس لیے وہ نظریہ جس میں امید کی روشنی ہو اچھا مانا جائے گا۔ اور وہ نظریہ جو مایوس کن ہو برا تسلیم کیا جائے گا۔ اس قاعدے کے مطابق اسلام اور دہریت کو پرکھنا چاہیئے۔ دہریت کہتی ہے کہ انسان دنیا میں اپنی عمر کے ایام گزار کر مر جائے گا اور پھر اسے کبھی زندگی حاصل نہ ہوگی۔ وہ مٹی ہو جائے گا یا مادہ کی کوئی اور شکل اختیار کر لے گا لیکن بحیثیت انسان کبھی زندہ نہ ہوگا یعنی مر جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کی کوئی امید نہیں۔ امید کی ہلکی سی روشنی بھی نہیں ہاں اندھیرا ہی اندھیرا۔ جب ایک امید پسند انسان دہریت کے اس تاریک اور مایوس کن نظریہ پر غور کرتا ہے تو اس تصور ہی سے اس کے دل کو شدید صدمہ ہوتا ہے مایوسی و افسردگی کا شکار ہو جاتا ہے لہذا تسلیم کرتا ہے کہ دہریت انسان کو مایوسی افسردگی و تاریکی دیتی ہے لیکن اسلام تسلی و اطمینان اور امید کی روشنی دیتا ہے کہ اے انسان مایوس نہ ہو تو کوئی ایسی ناپائیدار اور عارضی چیز نہیں ہے جو صرف چند سال کے لیے ہو بلکہ تو ایک پائیدار چیز ہے جو خود عارضی نہیں اس کی موت عارضی ہے۔ تو کچھ عرصہ کے لیے مرے گا پھر جسم کے ساتھ زندہ ہوگا آنکھوں سے دیکھے گا کانوں سے سنے گا۔ باہوش و حواس ہوگا۔ گرمی سردی کو محسوس کرے گا بعد از موت انسان کی یہ دوسری زندگی قیامت سے شروع ہوگی جسے معاد کہتے ہیں دوبارہ زندہ ہونے کی امید

کی جو روشنی انسان کے لیے اسلام میں موجود ہے وہ دہریت میں نہیں۔ دہریت میں مایوسی ہی مایوسی ہے لہٰذا اسلام کا نظریۂ قیامت (معاد) دہریت کو شکست دینے کے لیے کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آٹھ سو سے زیادہ مقامات پر معاد کا ذکر فرمایا ہے۔ قیامت، آخرت، معاد اور حیات بعد الموت ہی تو اس زندگی کا ثمرہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخبار میں بھی اس کو بڑی کثرت سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ عقیدہ صرف اہل اسلام ہی کا نہیں بلکہ تمام ادیان نے اسے اپنے اصول دین میں بڑی اہمیت دے رکھی ہے گویا اس پر مذہبی دنیا کا مکمل اتفاق ہے عقل بھی اس کی مقتضی، نقل بھی اس کی مؤید۔ اس اصل کے لیے دلائل کی کوئی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار کے بعد اور یہ مان لینے پر کہ رسولوں کو اس لیے مبعوث کیا گیا کہ وہ اللہ کے احکام بندوں تک پہنچائیں تاکہ بندے ان پر عمل کر کے فلاح آخرت حاصل کریں۔ یہی حیات دنیا کا حاصل ہے تو اب کس دلیل کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے لیکن دہریت و اشتراکیت کے خلاف ضروری ہے کہ قیامت یا معاد کی اہمیت پر کچھ نہ کچھ لکھا جائے۔

انسانی زندگی کی غرض و غایت اور معاشرے کے تمدن و ثقافت کا مقصد محض پیٹ بھرنا اور سو رہنا نہیں اشتراکی نظام اور اسلامی نظام قرآن میں یہی فرق ہے کہ اول الذکر کے تحت انسان بالکل حیوان کی طرح محض شکم پری کرتا ہے لیکن اسلام نے انسان کو جو عزت و منزلت عطا کی ہے وہ ارفع و اعلیٰ ہے۔ دیگر

مخلوقات عالی شان میں اس کی ہمسری نہیں کر سکتیں اس بلندی مرتبہ کی وجہ؟ اللہ کی معرفت و تابعداری ہے مشاہدہ گواہ ہے کہ ایک شخص جس کے ذمے ایک ذمہ داری سونپی گئی ہے وہ اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوتا ہے یا اسکی انجام دہی میں کوتاہی کرتا ہے بظاہر چاہئیے تھا کہ ہر دو صورت میں اسے اچھے کام کی جزا اور برے کام کی سزا یہیں مل جاتی لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کی ساری عمر اعمال بد میں کٹتی ہے لیکن وہ عیش و عشرت کرتے ہیں اس کے برعکس کئی لوگ انتہائی پاکباز ہوتے ہیں اور ان کی زندگی مصائب کا نشانہ بنی رہتی ہے یہ بات ثابت کرتی ہے کہ دنیا دار العمل دار الجزا نہیں "اعمال" یہاں ہوتے ہیں جزا یا سزا آخرت میں ملے گی۔

انسانی فطرت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ کوئی ایسی دنیا ہو جہاں اعمال کا بدلہ ملے۔ جہاں نیکی کی جزا اور بدی کی سزا ملے۔ قرآنی نظام حیات ابدی زندگی کا پیغام دیتا ہے۔ برائی برابر تک کا بھی ذمہ لیتا ہے لیکن اشتراکی نظام کو دیکھئیے تو تھوڑی سی عمر ہے اس کا حاصل یقینی نہیں، اس میں امید کی نہیں۔ ایک شخص ساری عمر کوشش کرتا رہے لیکن اس کا ثمر حاصل نہیں کر سکتا۔ اشتراکی نظام اسے کوشش سمیت مردہ سمجھے گا لیکن اسلام اسے پیغام دیتا ہے کہ ہمت مت ہارو اگر تمہاری یہ کوشش اس دنیا میں بار آور نہ ہو سکی تو اس میں ایک خاص مصلحت ہے جس کا فائدہ تم ہی کو ہے اگر یہاں نہیں تو آخری دنیا میں تمہاری کوششیں تمہیں ضرور کامران کریں گی تم زندہ ہو کر زندہ رہو گے اور تمہاری کوشش کا تمہیں اجر ملے گا۔

عقیدۂ قیامت ایک ایسا عقیدہ ہے کہ اگر اسے راسخ کر لیا جائے تو معاشرہ کی ہر برائی دور ہو سکتی ہے یہ دنیا ارضی جنت بن سکتی ہے۔ یہی عقیدہ فرض شناسی اور ذمہ داری کا سکھاتا ہے کیونکہ اگر کسی کو یہ مکمل خوف ہو کہ اسے اپنے کیے کا جواب دہ ہونا ہے تو یقیناً وہ ایسے اعمال سے بچے گا جو اسے مستوجب سزا بنانے والے ہوں گے۔

نجات!

اصولِ دین مذہب شیعہ کی روشنی میں ہم نے یہ ثابت کیا کہ مذہب شیعہ ہی ایسا مذہب ہے جو عین مطابقِ عقل و دانش اور مقصدِ قرآن و سنت ہے اس کے علاوہ یہ دعویٰ ہمارے سوا کوئی بھی مذہب نہیں کر سکتا کہ ہمارے مذہب کے تمام احکام سائنٹیفک اور فطری ہیں جنھیں خلافِ عقل ثابت نہیں کیا جا سکتا اسلئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ دنیا میں صرف اور صرف مذہب شیعہ ہی قابلِ تقلید ہے۔

مذہب شیعہ کے علاوہ کسی مذہب کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ وہ آلِ محمدؐ کا مذہب ہے عقل یقیناً اغیار کی نسبت مذہب آلِ اطہارؑ کی طرف راغب کرتی ہے۔

واضح ہو کہ جب کسی مذہب کے اصول ثابت ہو جائیں تو اس کی حقانیت میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ رسولؐ کی اس حدیث پر ختم کرتا ہوں۔

قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم یا علی انت وشیعتک ھم الفائزون

"اے علیؑ! تو اور تیرے شیعہ جنتی ہیں"

سوال نمبر۵:۔ پرانا لقب آپ نے کیوں ترک کیا۔؟

سوال نمبر۶:۔ آپ کے مذہب کے مطابق ہر نئی چیز بدعت ہو جاتی ہے لہٰذا اس بدعت کو جاری کرنے والا سب سے پہلا بدعتی کون تھا؟

سوال نمبر۷:۔ سُنّی، اہلِ سنت، اہلِ سنت والجماعت ان تینوں کے معنی کیا ہیں؟ لغوی اور اصطلاحی مع ثبوت نقل کیجیے۔

سوال نمبر۸:۔ ان تینوں میں سے قدیم لقب کون سا ہے۔؟

سوال نمبر۹:۔ ان تینوں میں آپ سب سے اچھا کس لقب کو منتخب کرتے ہیں۔؟

سوال نمبر۱۰:۔ باقی دو القاب کمتر کیوں ہیں؟ اور ان دونوں میں کمترین کون سا ہے اور اس کے کمترین ہونے کی وجہ کیا ہے؟

سوال نمبر۱۱:۔ لقب "شیعہ" قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور حضرت ابراہیمؑ کو "شیعہ" کہا گیا ہے۔ کیا آپ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔؟

سوال نمبر۱۲:۔ اگر کرتے ہیں تو آپ کے مذہب میں "ملتِ ابراہیمیؑ" سے کیا مراد ہے اور اگر نہیں کرتے ہیں تو وجہ بیان کریں کہ ابراہیمؑ کے لیے "شیعہ" کیوں کہا گیا ہے۔؟

سوال نمبر۱۳:۔ لقب "شیعہ" کی مخالفت قرآن مجید اور ارشادات رسول کریمؐ کی مخالفت نہیں ہے جبکہ اسکی اضافت علیؑ و فاطمہؑ و اہلبیتؑ کے ساتھ ہو۔

سوال نمبر۱۴:۔ اگر ہے تو خدا اور رسولؐ کا مخالف کس بات کا سزاوار ہے؟ اور اگر نہیں ہے تو اس کے اصطلاحی معنوں کے لحاظ سے نصِ صریح پیش کیجیے اور ثبوت دیجیے۔

سوال نمبر ۱۵: دین قیم ہے اور ہر دور میں اس کا وجود لازمی ہے لہٰذا زمانہ اصحاب رضی اللہ عنہم و تابعین میں کون سے القاب رائج تھے؟

سوال نمبر ۱۶: ان میں سب سے پرانا لقب کون سا ہے؟ مع ثبوت بتائیے

سوال نمبر ۱۷: اگر "شیعہ" ہے جیسا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ میں تسلیم کیا ہے تو پھر تمام صحابہ و تابعین و تبع تابعین شیعہ ہوئے۔ ان سب بزرگواروں کے نام کو ناپسند کر کے ان کا نام کیوں بدنام کرتے ہیں؟

سوال نمبر ۱۸: پھر کیوں کہتے ہیں کہ شیعوں نے امام حسینؑ کو شہید کیا؟

سوال نمبر ۱۹: آپ کے مذہب میں شیعہ کی تعریف کیا ہے؟ لغت سے حوالہ دیکر بیان کیجیے۔

سوال نمبر ۲۰: ناصبی اور رافضی کی تعریف مع شرح بحوالہ لغت بیان کیجیے

سوال نمبر ۲۱: کیا آپ توحید خداوندی پر اعتقاد رکھتے ہیں؟ اگر رکھتے ہیں تو ذاتِ خداوندی واجب الوجود ہے یا ممکن الوجود؟

سوال نمبر ۲۲: اگر واجب الوجود ہے تو حلول کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ ہے جیسا کہ مولانا روم نے بایزید بسطامی کے متعلق لکھا۔

بامریدان آں فقیرِ محتشم   بایزید آمد کہ یک یزداں منم۔ تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سوال نمبر ۲۳: کیا آپ خدا کو عالم و علیم مانتے ہیں؟ اگر مانتے ہیں تو آپکی سب سے بڑی کتاب بخاری شریف جلد ۳ پ ۳۰ کتاب التوحید و رد جہمیہ کی حدیث ۲۲۳، میں موجود ہے کہ "خدا اپنا پیر دوزخ میں رکھے گا" تاکہ وہ

سمٹ جائے۔ کیا دوزخ خلق کرتے وقت خدا کا اندازہ غلط ہو گیا کہ دوزخ کو ضرورت سے زیادہ بڑا بنا دیا ہے کہ خود اپنا پیر ڈالنے کی نوبت آ گئی۔

سوال نمبر ۲۴:۔ کیا اللہ حامل امر کن فیکون نہیں ہے؟ اگر ہے تو پھر حکم ہی دیکر دوزخ کیوں چھوٹا نہیں کرتا ہے؟

سوال نمبر ۲۵:۔ آپ کی صفت ایمان مفصل میں ہے کہ شر بھی اللہ کی طرف سے ہوتا ہے یعنی معاذ اللہ خدا شریر بھی ہے۔ اس عقیدے کو عقلاً ثابت کیجیے۔

سوال نمبر ۲۶:۔ آپ کے ہاں چھ کلمے رائج ہیں ان میں کا چھٹا کلمہ "ردکفر" ہے اس میں تبرا کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ "تبرات من الکفر والشرک والکذب" کیا آپ تبرا کو ناجائز مانتے ہیں؟

سوال نمبر ۲۷:۔ اگر جائز مانتے ہیں تو پھر شیعوں پر اعتراض کیوں کرتے ہیں اور اگر ناجائز مانتے ہیں تو چھٹا کلمہ جس سے کفر مٹاتے ہیں اس کو بند کیوں نہیں کر دیتے یا کیوں نہیں مانتے کہ تبرا کفر کو دور کرتا ہے؟

سوال نمبر ۲۸:۔ "لا تدرکہ الابصار" قرآنی الفاظ ہیں اس کا ترجمہ کیجیے اور "لن ترانی" کا مطلب واضح فرمایئے۔

سوال نمبر ۲۹:۔ کیا جب حضورؐ معراج پر تشریف لے گئے تو اللہ میاں کا شرف دیدار حاصل ہوا؟ اگر ہوا تو وہ حدیث مع مکمل حوالہ پیش کیجیے جس میں حضورؐ نے اللہ کی شکل و صورت بیان فرمائی ہو۔؟

سوال نمبر ۳۰:۔ اگر اللہ پردہ میں رہا اور صرف کلام کی سیر کرائی اور تواضع فرمائی تو پھر رخ زیبا سے محبوبؐ کو کیوں محروم کیا؟

سوال نمبر ۳۱: آپکے عقیدہ دیدار خدا کی اساس قرآنی ہے یا حدیثی۔ اگر قرآنی ہے تو آیت بتایئے اور اس کے تضاد کی وجہ بیان کیجیے جبکہ اللہ کے کلام میں تضاد نہیں ہے اور اگر حدیثی ہے تو اس حدیث کو قرآن سے مطابق کر کے دکھایئے

سوال نمبر ۳۲: باوجودیکہ آپ اصحاب کو معصوم نہیں سمجھتے بلکہ ان سے گناہ کا سرزد ہو جانا ممکن جانتے ہیں لیکن پھر بھی سوئے ادب کے تحت اُن پر تنقید کرنا اچھا نہیں سمجھتے یعنی ان کا تقدس اس میں ہی سمجھتے ہیں کہ ان میں عیب شمار نہ کیا جائے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی محترم و معظم ہستی کی توقیر کیلئے ضروری ہے کہ اسے گناہوں سے دور رکھا جائے اور عیبوں سے منزہ مانا جائے اگر آپکے حسن ظن کو الفاظ کے قالب میں ڈھال لیا جائے تو نتیجہ عصمت برآمد ہوتا ہے پھر آخر رسول کو معصوم تسلیم کرنے پر آپ کو کیا اعتراض ہے جبکہ آپکے کسی صحابی کو آپ گنہگار کہنا گناہ سمجھتے ہیں اور خود حضور کی عصمت پسند نہیں کرتے۔

سوال نمبر ۳۳: آپکے نزدیک خلافت و امامت خدائی منصب نہیں ہے بلکہ امت کے اختیار میں ہے۔ اسکے لیے عقیدہ امامت آپکے عقائد میں اسلام میں داخل نہیں ہے جب خلافت کا آپکے ہاں مذہبی مقام ہی نہیں ہے بلکہ یہ دین سے الگ ہے۔ پھر اس اختلاف کے باعث شیعوں سے مذہبی مباحثے کیوں جاری رکھتے ہیں سیاسی اختلاف سیاسیات تک محدود کیوں نہیں رکھتے۔

سوال نمبر ۳۴: اگر خلافت و امامت دینی مسئلہ ہے تو از روئے قرآن خدا کی سنت تبدیل نہیں ہوتی۔ لہذا آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک کسی نبیؑ و رسولؐ کا نام بتایئے جس کا خلیفہ بلا فصل اس کا صحابی ہوا ہو اور نبیؐ کے اہلبیتؑ کو محروم کر دیا گیا ہو۔

سوال نمبر ۳۵: اگر ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار ہادیوں کا قائم مقام

صحابی غیر اہل زہرا تو پھر حضور کے لیے خدا کی سنت میں تبدیلی کیوں آگئی
اور اگر آئی تو کس آیت یا حدیث قدسی کے تحت مکمل نشاندہی فرمایئے۔

سوال نمبر ۳۶:۔ نعرہ تکبیر اللہ اکبر، نعرہ رسالت یا رسول اللہ، نعرہ
حیدری یا علی برسوں سے رائج ہیں حال ہی میں آپ نے ایک نعرہ وضع کیا ہے
نعرہ خلافت "حق چار یار" جس سے مطلب ہے کہ خلافت پر چار حضرات ہی کا
کا حق تھا۔ حالانکہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں یزید بن معاویہ کو بھی رسول
کا چھٹا خلیفہ مانتے ہیں خلافت کے باقی خلیفہ کیا ہوئے؟ کیا حضور نے یہ نہیں
فرمایا تھا کہ میرے بارہ خلفاء ہوں گے؟ اُن کے نام بتایئے۔

سوال نمبر ۳۷:۔ ہماری مائیں بہنیں کہتی ہیں کہ ہمارا اللہ ہمارا رسول
محمدؐ ہمارا مولا علیؑ لیکن کوئی بھی عورت یہ نہ کہے گی کہ میرے (حق) چار یار۔
کیونکہ وہ گالی سمجھے گی اور شرم محسوس کرے گی۔ بتایئے کہ یہ نعرہ صرف مردوں کے
لیے ہے یا عورتوں کے لیے بھی۔؟

سوال نمبر ۳۸:۔ احادیث میں ہے کہ حضرت علیؑ کے لیے تلوار جنت سے
آئی، بی بی فاطمہؑ کے لیے فرشتے آکر چکی پیستے تھے حسنؑ و حسینؑ کے لیے رضوان
درزی بن کر آیا اور جوڑے دے گیا آپ کوئی ایسی حدیث بیان فرمائیں کہ حضرت
ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان وغیرہم کے لیے کبھی جنت سے ایک پیر کا موزہ
ہی آیا ہو!

سوال نمبر ۳۹:۔ حضرت خاتون جنت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا سلام اللہ
علیہا کے ایمان کے بارے میں کیا خیال ہے؟

سوال نمبر ۴۰ :- اگر وہ مومنہ ہیں تو انکی اتباع کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ جبکہ ہر صحابی عادل ہے کسی ایک کی پیروی باعث نجات ہے ؟

سوال نمبر ۴۱ :- اگر نہیں ہے تو پھر بتایئے حضورؐ نے کیوں فرمایا "جس نے فاطمہؑ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا"۔ (بخاری) ؟

سوال نمبر ۴۲ :- اگر اتباع جائز ہے تو صحیح بخاری میں موجود ہے کہ سیدۂ طاہرہ حضرات شیخین پر ناراض ہوئیں اور ان کے لیے جنازے میں شریک کرنے کی وصیت فرمائی۔ (دریائے صاف ترا شعۃ اللمعات)

سوال نمبر ۴۳ :- اگر حضرات شیخین پر سیدہ کی ناراضگی مانع ایمان اسلام نہیں ہے تو پھر عام امت پر ان کی محبت کیوں ضروری ہے ؟ کیونکہ خدا کی درگاہ میں امت کہہ سکے گی تیرے رسولؐ کی خاتون جنت بیٹی کی پیروی اور محبت میں ان کے مخالفین سے بیزاری اختیار کی۔

سوال نمبر ۴۴ :- آپ کے بقول حضرت علیؑ اور اصحاب ثلاثہ میں کوئی بھی اختلاف نہ تھا چلئے بالغرض محال مان لیا کہ وہ آپس میں بڑے گہرے یار دوست رہے لیکن میں کہتا ہوں کہ میں بی بی پاک کی پیروی کرتا ہوں کہ جو رسولؐ کی لخت جگر ہیں اور ان کو یہ شرف حاصل ہے کہ جب وہ خدمت والد گرامی قدر میں حاضر ہوتی تھیں تو حضورؐ ایستادہ اپنی بیٹی کا استقبال فرمایا کرتے تھے پس ایسی عظیم معصومہؑ کا اتباع باعث نجات ہوگا یا نہیں ؟ بخاری ؟

مسلم سامنے رکھ کر فیصلہ کیجئے۔

سوال نمبر ۴۵:۔ کیا حضورؐ جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو قرآن مجید امّت کے حوالے کیا یا نہیں۔؟

سوال نمبر ۴۶:۔ اگر کیا تو جمع قرآن کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اور دورِ عثمان تک امت بے قرآن کیوں رکھی گئی۔؟

سوال نمبر ۴۷:۔ اگر نہیں کیا تو منصب رسالتؐ پورا نہ ہوا کیونکہ رسولؐ کا فرض منصبی ہے کہ خدا کا پیغام امّت تک پہنچائے۔ تو پھر دین مکمل کیسے؟

سوال نمبر ۴۸:۔ آپ مسلمان کاتبانِ وحی کی لمبی چوڑی فہرست لکھتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضورؐ قرآن مجید لکھواتے رہے اور محفوظ فرماتے رہے لیکن تعجب ہے کہ بعد از رسولؐ زمانۂ عثمان تک لوگوں کو قرآن نہ مل سکا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔؟

سوال نمبر ۴۹:۔ آپ کو حافظوں پر بہت ناز ہے لہٰذا آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ صحابہ میں بہت حافظ قرآن تھے چنانچہ بتائیے حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمان اور علی میں حافظ قرآن کون تھا؟ حوالہ مکمل دیجئے کتابیں اپنی دیکھئے۔

سوال نمبر ۵۰:۔ اگر اصحاب ثلاثہ حفاظ قرآن نہ تھے تو پھر شیعوں پہ باوجود موجودگی حفاظ کے یہ طنز کیوں کیا جاتا ہے۔؟

سوال نمبر ۵۱:۔ آپ کے مذہب کی معتمد کتاب "اتقان" سیوطی جلد ۱

صہ۵۹ پر لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ قرآن میں اضافہ کیا جا رہا ہے پس میرے دل نے کہا میں نماز کے سوا اپنی ردا نہ پہنوں تا اینکہ میں قرآن جمع کر لوں۔ حضرت ابو بکر نے کہا آپ نے ٹھیک نہ کیا۔

یہ روایت عکرمہ سے مروی ہے جو مذہب سُنیہ کا امام معتمد ہے اور اس روایت کو ہر سُنی درست مانتا ہے کیا یہ ثبوت کافی نہیں ہے کہ بعد از رسولؐ آپ کے مذہب کے مطابق کلام خدا میں اضافہ کرنے کی کوشش کی گئی اور ظاہر ہے کہ اس کے فاعل مسلمان ہی ہوں گے پھر آپ قرآن کے الہامی غیر محرّف ماننے کو کس دلیل سے تقویت دے سکتے ہیں۔؟

سوال نمبر ۵۲:۔ آپکی صحیح بخاری میں ہے کہ رسولؐ قرآن کو بھول جاتے تھے جب صاحب کتاب نبی ہی وحی بھول جائے تو کلام کی صحت مشکوک ہو جاتی ہے لہٰذا آپ کے مذہب میں قرآن معتمد نہ رہا اور نہ ہی حیثیت رسولؐ قائم رہی۔ جب کتاب و سنت ہی معتمد نہ رہی اور مشکوک ہو گئی تو مذہب تقلیلی کیونکر ہوا۔؟

سوال نمبر ۵۳:۔ آپکی بے شمار احادیث کی کتب میں متعدد شواہد مرقوم ہیں کہ آپ کے مذہب کے مطابق قرآن محرّف ہے اور اس میں کمی بیشی کی گئی ہے مثلاً اتقان میں ہے کہ سورہ احزاب کی دو سو آیات تھیں لیکن اب (۷۳) باقی کیا ہو ئیں اگر منسوخ ہوئیں تو اسکی ناسخ آیات کی نشاندہی کی جائے اسی طرح

اتقان جلد ۲ صہ ۲۵ پر ہے کہ ابن عمرؓ نے کہا تم میں سے کوئی ہرگز یہ نہ کہے کہ میں نے پورا قرآن لے لیا۔ اُسے کس نے بتایا کہ پورا قرآن کتنا تھا حالانکہ اس میں سے بہت سا قرآن جاتا رہا ہے لیکن اسے یہ کہنا چاہیئے کہ میں نے اتنا لیا ہے جتنا قرآن میں سے ظاہر ہوا ہے"۔

ان روایات کی موجودگی میں آپ کے مذہب کے مطابق قرآن محرّف ہے ذرا تشریح فرما دیجئے۔

سوال نمبر ۵۴ :۔ کیا اللہ کے حلال کو رسولؐ حرام قرار دے سکتے ہیں؟ قرآن مجید سے جواب دیجئے۔

سوال نمبر ۵۵ :۔ کیا اللہ و رسولؐ کے حلال کو کوئی اُمّتی حرام قرار دینے کا مجاز ہے؟ نص قطعی درکار ہے۔

سوال نمبر ۵۶ :۔ مولوی شبلی نعمانی الفاروق صہ ۲۱ پر بحوالہ صحیح مسلم تحریر کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حکم دیا۔

"دو متعہ رسول اللہ صلعم کے زمانے میں تھے ایک متعہ الحج اور ایک متعہ النساء مگر میں دونوں کو حرام کرتا ہوں"۔ حلال رسولؐ و سنت رسولؐ کو حضرت عمرؓ نے کس اختیار دینی سے حرام قرار دیا؟ وضاحت فرمایئے۔

سوال نمبر ۵۷ :۔ قرآن مجید میں ہے کہ "قال مومن من آل فرعون یکتم ایمانہ" یعنی آلِ فرعون کا مومن اپنے ایمان کو چھپائے تھا۔ اس سے

معلوم ہوا کہ بحالتِ خوف ایمان کو چھپانا مومن کے لیے مانع ایمان اور مذموم نہیں ہے پھر شیعوں کا تقیہ کرنا کیوں مذموم ہے۔؟

سوال نمبر ۵۸۔ صحیح بخاری جلد ۴ صہ ۱۲۳ طبع مصر میں حسن بصری سے مروی ہے کہ "التقیہ باقیۃ الی یوم القیامۃ" جب تقیہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے تو پھر آپ کے مذہب میں شیعوں کو کس وجہ سے نشانۂ طعن بنایا جاتا ہے

سوال نمبر ۵۹۔ فتاوی قاضی خان جلد ۴ صہ ۸۲۱ پر مرقوم ہے کہ "اگر کوئی شخص محارم (یعنی ماں بیٹی بہن خالہ وغیرہ) سے شادی کر کے ان سے مقاربت کرے اگرچہ وہ تسلیم بھی کرے کہ میں شادی کرتے وقت جانتا تھا یہ مجھ پر حرام ہے تب بھی ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر کوئی شرعی حد نہیں ہے"۔ کیا ایسے فتوے الا مذہب قابلِ اتباع ہے؟ عقل و نقل سے جواب دیجیے۔

سوال نمبر ۶۰۔ نص قرآنی ہے "لا یمسہ الا المطہرون" پھر فتاوی عالمگیری جلد ۵ صہ ۱۳۴ پر ہے سورہ فاتحہ پیشاب سے لکھی جا سکتی ہے۔ معاذ اللہ) معقول وجہ بیان کیجیے۔؟

سوال نمبر ۶۱۔ قرآن مجید کی ہر سورت بسم اللہ شریف سے شروع ہوتی ہے۔ لیکن سورۂ توبہ میں یہ آیت نہیں ہے۔ کیوں۔؟

سوال نمبر ۶۲۔ جب ہر سورہ کا جزو بسم اللہ بنایا گیا ہے تو پھر نماز میں سورتیں بلا بسم اللہ کیوں پڑھی جاتی ہیں۔؟

سوال نمبر ۶۳:۔ ثنا کو قرآن مجید سے ثابت کیجئے

سوال نمبر ۶۴:۔ "الصلوٰۃ خیر من النوم" کا جملہ قرآن مجید میں دکھایئے نہیں تو حدیث مرفوع بیان کیجئے۔

سوال نمبر ۶۵:۔ حضرت ابوبکر کے زمانے میں اس جملہ کو حصہ اذان ثابت کیجئے

سوال نمبر ۶۶:۔ نماز تراویح باجماعت زمانۂ رسولؐ و حضرت ابوبکر میں ثابت کیجئے۔

سوال نمبر ۶۷:۔ نماز ہاتھ باندھ کر پڑھنے کے جواز میں آپ کے پاس صرف ۹ روایات ہیں رجال کشی کے اصول پر ان کے اسناد صحیح ثابت کیجئے اور تمام راویوں کو ثقہ ثابت کیجئے۔

سوال نمبر ۶۸:۔ حضرت ابوبکر کے زندہ سے متعلق کوئی ایسی مثال یا روایت صحیح مع حوالہ بتایئے جس سے ثابت ہو کہ حضرت ابوبکر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے تھے پھر مالکی سُنّی ہاتھ کھول کر نماز کیوں پڑھتے ہیں؟

سوال نمبر ۶۹:۔ قرآن مجید میں ہے کہ "روزہ رات تک پورا کرو" اور رات اندھیرا چھا جانے پر ہوتی ہے آپ روزہ جلدی کیوں کھولتے ہیں؟ حضرت عمر اور حضرت عثمان نماز مغرب کے بعد روزہ کیوں کھولتے تھے۔ ؟ (فقہ عمر)

سوال نمبر ۷۰:۔ آپ کہتے ہیں کہ شیعوں کے قرآن کے چالیس پارے ہیں! کتب اربعہ سے وہ حوالہ نقل فرمایئے۔

سوال نمبر ۱۔ اگر متعہ حرام ہے تو اسماء بنت ابو بکر نے متعہ کیوں کیا، ثبوت کے لیے: دیکھیے تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی ص۶۷

سوال نمبر ۲۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ جب حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے حضورؐ سے جناب سیدہ کے لیے درخواست کی تو آنحضرتؐ نے فرمایا "انھا صغیرۃ" یعنی جناب سیدہ چھوٹی بچی ہیں، تم سے شادی کے قابل نہیں۔ کیا یہ بات صحیح ہے۔

سوال نمبر ۳۔ اگر غلط ہے تو اس پر مکمل جرح کر کے ثابت کیجیے عقلاً اور نقلاً۔

سوال نمبر ۴۔ اگر صحیح ہے تو عقل سلیم سے فیصلہ کیجیے کہ کیا کوئی انسان یہ باور کر سکتا ہے کہ ام کلثوم جس کی والدہ ماجدہ بوجہ صغیر سنی جس شخص کے حبالۂ عقد میں نہیں آ سکتی وہی شخص مدت بعد اسی عورت کی سب سے چھوٹی بیٹی سے شادی رچا لے۔؟

سوال نمبر ۵۔ کیا درود شریف کے بغیر آپ کی نماز جائز ہو سکتی ہے؟ اگر ہو سکتی ہے تو ثبوت پیش فرمائیں اور اگر نہیں ہو سکتی تو درود شریف میں محمدؐ و آل محمدؐ کے علاوہ اصحاب و ازواج پر کیوں نہیں پڑھا جاتا؟ جب اصحاب و ازواج پر درود پڑھے بغیر نماز ہو جاتی ہے تو جلسے اور میلاد کیوں نہیں ہو سکتے۔؟

سوال نمبر ۶۔ کوئی صحیح اور مستند حدیث رسولؐ مع مکمل حوالہ پیش کیجیے جس میں مذکور ہو کہ تمام اصحاب و ازواج پر درود خاص واجب ہے اور یہ بھی بتائیے کہ اگر واجب ہے تو اس کے بغیر نماز کیسے ہو جاتی ہے۔؟

سوال نمبر ۷۔ آپ کے ہاں یہ مشہور ہے کہ خلافت جمہور کی رائے یا اجماع

کے طریقہ پر قائم ہو سکتی ہے۔ زبانِ رسولؐ سے یہ قیاس ثابت فرمایئے۔ حوالہ مکمل دیجیے۔

سوال نمبر ۷۸:۔ اگر رسولؐ خلافت کے لیے کوئی ہدایت فرمائے بغیر اس جہاں سے رخصت ہو گئے تو پھر سقیفہ بنی ساعدہ میں حضراتِ شیخین نے یہ کیوں کہا۔۔۔ الائمۃ من القریش" کیا انھوں نے محض حکومت کے حصولؐ کے لیے جھوٹ بولا؟ نیز خلافِ سنّتِ رسولؐ حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کی نامزدگی کیوں کی؟

سوال نمبر ۷۹:۔ مجمع البحار (محمد طاہر فتنی گجراتی) میں ہے کہ حضرت ابو بکر نے اقرار کیا کہ میں خلیفہ نہیں ہوں بلکہ خالفہ ہوں اگر آپ ان کو سچا تسلیم کرتے ہیں تو خلافت کا انکار کیوں نہیں کر دیتے۔؟

سوال نمبر ۸۰:۔ بخاری اور احمد کے حوالہ سے صواعق محرقہ علامہ ابن حجر مکی میں مرقوم ہے کہ صدیق تین ہیں" حبیب النجار، حزقیلؑ اور علیؑ" اور علیؑ ان دونوں سے افضل ہیں ان میں حضرت ابو بکر کا نام نہیں ہے کیا وجہ ہے؟

سوال نمبر ۸۱:۔ کیا حضرت عمر علمِ رسولؐ کے وارث تھے اگر تھے تو حضرت علیؑ سے مسائل کیوں حل کرواتے تھے اور یہ اقرار کیوں کرتے تھے کہ لولا علی لھلک عمر" اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ دیکھئے کتاب" ذکرِ حسین" مولانا کوثر نیازی۔

سوال نمبر ۸۲:۔ کیا حضراتِ شیخین اہلسنّت نے تکفین و تدفینِ رسولؐ میں شرکت

کی تھی تو شرح مواقف شریف جرجانی اور الفاروق شبلی نعمانی میں ان کی عدم شرکت
کا اقرار کیوں ہوا اور اگر شریک نہیں ہوئے تو یاری کا دعویٰ سچا کیسے۔؟

سوال نمبر ۸۳ :۔ مسند احمد حنبل وغیرہ میں ہے کہ حضرت عائشہ نے حضرت
عثمان کو نعثل، واجب القتل اور مرتکب کفر کہا اگر بی بی عائشہ صدیقہ سچی ہیں
تو حضرت عثمان کو ویسا ہی مانیے جیسا آپ کی صدیقہ نے کہا۔ اور اگر بی بی عائشہ
نے سچ نہیں کہا تو ان کو صدیقہ کیوں کہتے ہیں۔؟

سوال نمبر ۸۴ :۔ رسول خدا نے مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑنے کے لیے جو لشکر
اسامہ ترتیب دیا تھا اس میں حضرت ابو بکر و عمر کو بھی ماتحت اسامہ جانے کا
حکم دیا تھا پھر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اس لشکر میں کیوں نہیں گئے۔ نہ جانے
اور حکم رسولؐ کی نافرمانی کرنے کا انھیں شرعی جواز کیا حاصل تھا اگر جواز تھا
تو مقرر ہونے والوں میں سے نہ جانے والوں پر رسولؐ خدا نے لعنت کیوں فرمائی
تھی۔؟

سوال نمبر ۸۵ :۔ موطا امام مالک مترجم علامہ وحید الزماں ص ۱۴۷ حدیث ۶۰۳
میں حدیث تقریر رسولؐ ہے کہ "ایک صحابی سینہ پیٹتا ہوا آیا اور بال اکھاڑتا ہوا آیا"
اگر سینہ پیٹنا ناجائز تھا تو رسولؐ نے منع کیوں نہ فرمایا۔ اور اگر جائز ہے تو آپ
کیوں اعتراض کرتے ہیں۔؟

سوال نمبر ۸۶ :۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کتاب مدارج النبوۃ جلد ۲

ص۵۴۲ میں لکھتے ہیں کہ موذن رسولؐ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سر پیٹتے اور فریاد کرتے مسجد نبوی میں آئے۔ آپ کے ماتم کے بارے میں کیا فتویٰ ہے۔

سوال نمبر۸۷:۔ مسند امام حنبل مطبوعہ مصر جلد ۶ ص۲۷۴ میں لکھا ہے کہ حضور کی وفات پر بی بی عائشہ نے عورتوں کے ہمراہ ماتم کیا اور منہ پیٹا" ام المومنین کے اس فعل کے بارے میں آپکی کیا رائے ہے؟

سوال نمبر۸۸:۔ حضرت علی ہجویری المشہور داتا گنج بخش لاہوری اپنی کتاب کشف المحجوب فصل ۲ ص۱۸ باب میں حضرت عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا امام حسینؑ کے لیے اونٹ بنے یعنی اونٹ کی نقل کی کیا حضورؐ کی سنت پر عمل کرکے حسینؑ کے گھوڑے کی نقل بنانا سنت ہوگا یا بدعت؟

سوال نمبر۸۹:۔ کنز العمال مطبوعہ حیدر آباد دکن جلد ۵ مسند علی کرم اللہ وجہ ص۱۴۷ حدیث ۲۴۰۳ میں ہے رسولؐ کریم وضو میں پیروں کا مسح کیا کرتے تھے آپ مسح کیوں جائز نہیں سمجھتے؟ اگر ایڑھیوں کے خشک رہنے سے ایڑھیاں جہنم میں جائیں گی تو موزوں پر مسح کیسے درست ہے؟

سوال نمبر۹۰:۔ بیعت رضوان میں مسلمانوں نے جنگوں سے نہ بھاگنے کا عہد کیا۔ لیکن جنگ حنین بعد از بیعت الشجرہ ہوئی۔ جن لوگوں نے وہ عہد توڑا ان کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟

سوال نمبر۹۱:۔ صاحب تاریخ حبیب السیر جنگ حنین کے بارے میں لکھتے

ہیں "پرسید کہ ابوبکر و عمر کجا بودند گفت آں نیز در گوشہ رفتہ بودند" یعنی پوچھ
گیا کہ ابوبکر و عمر کہاں تھے تو راوی نے کہا کہ وہ بھی کسی کونے میں چلے گئے تھے
اس روایت پر تبصرہ کیجیے واضح ہو کہ یہ آپ کے ہاں تفسیر قادری، تفسیر حسینی،
روضۃ الصفا، تاریخ الخمیس، روضۃ الاحباب، معارج النبوۃ وغیرہ سے ثابت
ہے کہ حضرات ثلاثہ جنگ حنین میں فرار ہو گئے تھے۔ پس انھوں نے بیعت
رضوان کا عہد کیوں توڑا؟ سب کو پڑھ کر جواب دیجیے۔

سوال نمبر ۹۲:۔ اگر حضرات ثلاثہ بہادر تھے تو جنگ حنین میں نہ بھاگتے
والوں میں اپنی کتاب تفسیر قادری میں ان کے نام لکھائے۔ اور اپنی کتاب
ے مع مکمل حوالہ جات ثابت کیجیے کہ انھوں نے جنگ بدر، جنگ احد، جنگ خندق
نگ خیبر اور جنگ حنین میں کتنے کافروں کو قتل کیا۔ کتنوں کو زخمی کیا؟ اور خود
کے جسموں پر کتنے زخم آئے؟ اور اُن کے مقتولین میں سے صرف پانچ نام ہی
حوالہ پیش کر دیجیے۔

سوال نمبر ۹۳:۔ اگر حضرت عمر بہت بہادر تھے تو جنگ حنین اور جنگ اُحد
جتنے آدمی ان کے ہاتھ سے مارے گئے ہوں ان کے نام لکھیے تاریخی حوالوں سے
تقابل فیصد مرتب کیجیے کہ حضرت علیؑ اور حضرت عمر دونوں کے کارنامے ان دونوں
وں میں معلوم ہو جائیں۔

سوال نمبر ۹۴:۔ تفسیر در منثور سیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۹۸ اور ازالۃ الخفا شاہ ولی

اللہ محدث دہلوی صہ ۱۹۹ وغیرہ میں ہے کہ رسولؐ اللہ نے ابوبکر سے فرمایا "تمہارے اندر شرک چیونٹی کی رفتار سے بھی پوشیدہ چلتا ہے"۔ اس حدیث پر تبصرہ کریں اور بتائیں کہ پھر وہ صدیق کیسے تھے؟ اور اگر ان میں شرک نہیں تھا صداقت رسولؐ سے انکار کر دینے کی جرآت کا فرانہ کیجیے۔

سوال نمبر ۹۵:۔ آپ کے فتاویٰ قاضی خان جلد ۱ صہ ۶۴ پر ہے کہ "اگر نمازی نماز میں کسی عورت کا بوسہ لے اور اسے شہوت نہ ہو تو نماز مرد خراب نہیں ہوتی"۔ کیا نماز کے علاوہ اور وقت تھوڑا ہوتا ہے آخر ایسی ضرورت نماز میں کیوں۔؟

سوال نمبر ۹۶:۔ امام غزالی سر العالمین مقالہ رابعہ صہ ۹ پر لکھتے ہیں "صحابہ میں حکومت کی خواہش ان پر غالب آ گئی وہ پہلے خلاف پر لوٹ گئے۔ حضورؐ کے فرمان کو اپنی پشت پر پھینک دیا۔ اور اس کے بدلے میں تھوڑی قیمت لے لی اور انھوں نے بہت ہی برا سودا کیا"! اس عبارت کی وضاحت و تشریح فرمائیے۔

سوال نمبر ۹۷:۔ آپ متعہ حلال کی تو مخالفت کرتے ہیں اور اسے زنا کا نام دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے مگر آپکی کتاب شرح وقایہ صہ ۲۹۸ (چلپی حاشیہ) میں ہے کہ آپ کے امام اعظم کے نزدیک زانیہ عورت کی خرچی حلال ہے اور جو اجرت دیکر زنا کرے اس پر حد شرعی نہیں ہے کیا متعہ اس چیز سے

سے بُرا ہے۔؟

سوال نمبر ۹۸:۔ حضرت عثمان بن عفان نے مروان کو مدینہ واپس بلا کر مخالفت رسولؐ کی کیا آپ اس کی مذمت کرتے ہیں یا مدح؟

سوال نمبر ۹۹:۔ کتب سُنیہ سے ثابت ہے کہ معاویہ نے خلیفہ راشد سے بغاوت کر کے جنگ کی نیز سبط اکبر امام حسنؑ کو زہر دلوایا (دیکھئے محرم نامہ خواجہ حسن نظامی) اور حضرت علیؑ کو منبر پر گالیاں دلوائیں وہ صحابی پاک باز کیوں ہے۔؟ عقلی دلیل سے قائل کریں اور نقلی ثبوت دیں۔

سوال نمبر ۱۰۰:۔ واقعہ حرہ کیوں اور کس کے حکم سے ہوا۔ اور اس میں مدینہ اور اہلِ مدینہ کا کیا حال ہوا۔؟ ذرا تفصیل سے روشنی ڈالیے۔

باہتمام
سیّد اخلاق حسن نقوی۔

کتابت:۔ سید علی قمر زیدی دآل انیس: عارف

ملنے کے پتے:۔ جملہ قومی کتب فروشوں کے یہاں دستیاب ہے

طبّ الصادقؑ

یہ کتاب پہلے فارسی زبان میں چھپی تھی اب بحمد اللہ اردو زبان میں چھپ کر تیار ہو گئی ہے اس کتاب کا اردو ترجمہ

علامہ سیّد علی حسن صاحب قبلہ

نے نہایت آسان اور عام فہم زبان میں کیا ہے اس کتاب میں صادق آل محمدؑ نے طبّ جسمانی اور طب روحانی پر اس طرح روشنی ڈالی ہے کہ تاریک قلوب نور ایمان سے منوّر ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بیساختہ ایمان پکار اٹھتا ہے کہ بیشک یہ قولِ امامؑ ہے کتاب کی افادیت کے پیش نظر ہم نے شائع کرنے کا ارادہ کیا خدا کا شکر ہے ہم اپنے ارادہ میں کامیاب ہوئے ہمیں یقین ہے کہ مومنین و قارئین پڑھیں گے اور پسند ہی نہیں وجد فرمائینگے۔

شائع کردہ

اخلاق بک ڈپو مسجد تحسین علیخاں چوک لکھنؤ ۳

ملنے کے پتے

جملہ قومی کتب فروشوں کے یہاں دستیاب ہے۔

التکمیل

یعنی

آیۂ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم کی تفسیر

شانِ نزول تاریخ و مقام نزول کا تعین علامہ شبلی کی کتاب

سیرۃ النبیؐ

کے مضامین پر محققانہ تبصرہ اور تاریخ و حدیث و درایت کی روشنی میں مکمل بحث

مُصنّف

محقّق حقائق تاریخ باحث اسرار تحقیق و تدقیق

جناب حکیم سیّد مرتضیٰ احسین صاحب قبلہ (مرحوم)

ملنے کا پتہ :- اخلاق بکڈپو مسجد تحسین علیخاں چوک لکھنؤ

نوٹ

اس کتاب کے بس چند نسخے رہ گئے ہیں۔